TEXT PROBLEM WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222084

UNIVERSAL
LIBRARY

[illegible]

[illegible]

نوابی دربار

جو

[illegible] ایک [illegible] مقبول [illegible]

[illegible] حالات [illegible]

[illegible]

گلشن پریس آگرہ میں [illegible] شائع ہوا

قیمت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نوابی دربار مع تنقیح

معہ

کا

دیباچہ

جس طرح ہندوستان میں اردو پنچ سب سے پہلا پرچہ ظرافت کا ہے اسیطرح اردو زبان میں نوابی دربار سب سے پہلا فسانہ مکالمات کا ہے۔ فسانہ مکالمات سے میری مراد ڈراما ہے جسکو ہندی میں ناٹک کہتے ہیں۔

یہ فسانہ ۲۴ اپریل ۱۸۸۰ء سے چھپنا شروع ہوا پورے چار مہینے تک چھپتا رہا کیونکہ ۲۲ جولائی کو ختم ہوا۔ اس اثنا میں ناظرین اودھ پنچ کے شوق کے برابر یہ کیفیت رہی کہ گویا واقعی کسی علحدہ ہی کے تھیٹر میں بیٹھے ہیں تماشا ہو رہا ہے۔ ٹکٹکی بندھی ہوئی ہے نظارہ پلک جھپکانے کی اجازت نہیں دیتا۔ مولوی نورالدین حسین خان مرحوم جو علاوہ اسکے کہ مولوی سید حسین اور مولوی سید علی جیسے لائق و فائق فرزندوں کے پدر بزرگوار تھے خود بھی علم وجہ کمال علمی رکھتے تھے۔ اور اچھی تصانیف اور عمدہ کتابوں کے بڑے عاشق تھے۔ وہ دونوں عظیم آباد میں تشریف رکھتے تھے ایسے شستہ اور رنگین کے ساتھ یہ سب ملکی تماشہ اور واقعہ ظرافت پڑھتے اور جس طرح لوگ اخبار دیکھنے میں سبھی دلچسپی لیکن جب دو ہی سے یہ فسانہ چھپنے لگا انکی ساری توجہ اسطرف ہی ہو گئی پھر تو اس طرح روز وصول اخبار کے منتظر رہتے جیسے کوئی روزہ دار اذان مغرب کا۔

اللہ اکبر! یہ صنعت اُن دلوں آثر عظیم آباد تک تھے۔ ملاقات ہوئی تو شکایت کی مگر
حقیقتہً وہ دلی تھی اور وہ ادبی طے درجہ کر [illegible] تو بہت چھپا گیا مگر [illegible]
گر کہ اتنا استغفار ہے۔

اس سے پہلے جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی فسانہ [illegible] میں نہیں لکھا گیا۔
بعد میں بعض کوششیں ہوئیں مگر سب [illegible] کامیاب رہیں [illegible]
[illegible] اس [illegible] کے بعد دوسرا [illegible] سے پہلے [illegible]
سے چھپا تھا مگر [illegible] نوابی دربار سے وہی نسبت ہے جو [illegible]
اور کلکتوں وہ [illegible] کے بعد شاید [illegible] میں
مشرق سے یہ کوشش منتقل ہو کر مغرب کو [illegible] مولانا حالی جیسے قلم [illegible]
کے ذہنی [illegible] سے [illegible] بھی [illegible] ہو سکی [illegible] جہاں سے
استاد غالب نے [illegible] مقابل میں منسوب ہو کر [illegible] خود سے
بھی مولانا آزاد کے مقابلے میں حضرت [illegible] مصالحت نہیں کوئی [illegible]
[illegible] (ابتداء [illegible] اکتوبر سنہ [illegible] لغایت [illegible] نومبر سنہ [illegible])

[illegible] میں ایک [illegible] ماہر [illegible] یہ لکھنؤ کے ایک مشہور فسانہ نگار
شاعر [illegible] صاحب [illegible] لکھا ہو [illegible] وہ بھی [illegible]
[illegible] تمام [illegible] نہیں [illegible]
[illegible] تصنیف کی [illegible] اب [illegible]
بڑی تیزی [illegible] زمانے میں بھی [illegible]
[illegible] سے [illegible] اور ادبی [illegible] شوق
[illegible] کا [illegible] کا [illegible] سب [illegible]
[illegible] مولوی [illegible] جالا [illegible]
[illegible] حاصل کی [illegible] زبان میں [illegible]
[illegible] بھی [illegible] کوئی [illegible] تعریف نہیں۔

شیکسپیر کے نورانی خیالات میں جو برق کی کڑک ہے اپنی اصلی چمک دمک دکھا رہے ہیں۔

معشوقہ فرنگ (رومیو جولیٹ) کے علاوہ شیکسپیر کے اور بھی ترجمے ہوئے ہیں۔ جہانگیر (ہملیٹ) انیل کا سانپ (انٹونیو کلیوپیٹرا) ہیبل بیلیان (کنگ لیئر) قاسم وینس کا سوداگر (مرچنٹ آف وینس) انگشتری (سمبلائن) خواب پریشان (مڈسمر نائٹس ڈریم) یا مدن کی محنت برباد (لوز لیبر لاسٹ) مگر ترجموں کا یہ شمار

ہندوستان میں دو شخص تھے کہ جو کسی قدر کامیابی کے ساتھ ڈرامے کے مشکل معرکے کو سر کر سکتے تھے۔ ایک مولوی دوسرے پنڈت۔ مولوی نذیر احمد اور پنڈت پنڈت رتن ناتھ سرشار۔ دونوں کی زبان دانی اعلےٰ درجے کی تھی۔ مردانہ اور زنانہ دونوں صورتوں پر حاوی۔ دونوں کی طبیعتیں شوخ اور شگفتہ تھیں۔ ہر طرح کے نقش رنگ اور خوش ہو گل کھلانے کے لئے نسیم بہار۔ مگر یک نقاہت سے بالکل سعدی بن بیٹھے اور دوسرے تسخرے بالکل نعمت خان عالی۔ نتیجہ ہوا کہ ڈرامانہ مولانا نے لکھا نہ پنڈت جی مہاراج نے۔

اودھ پنچ میں جن دنوں نوابی دربار چھپا تھا مصنف اپنا فرضی نام آزاد لکھا کرتے تھے۔ نوابی دربار کی وجہ سے ان ہمارے مضمونوں کو یہ مقبولیت حاصل ہوئی کہ عالم شاعری میں اسی نام کے ایک چھوڑ کئی شاعر ہو گئے۔ احمد علی شوق نے اسی نام کا اخبار جاری کیا۔ پنڈت رتن ناتھ نے اسی نام کو اپنے فسانے میں ہیرو لیا گو بظاہر اس فسانے میں آزاد کے لفظ پر بڑا ظلم ہوا ہے۔ مگر حقیقتاً اس سے بڑھ کر آزاد کی تحریروں کی مقبولیت کا ثبوت بھی نہیں ہو سکتا۔ نوابی دربار میں کیا ہے اسکی تشریح میں کرنی نہیں چاہتا اس لئے کہ لطف قصہ جاتا ہے۔ مگر اشارتاً بتا دینا ضرور ہے کہ یہ عموماً ہندوستان کے مسلمان امیر گھرانوں کا ایک سچا فوٹو ہے۔ مسلمانوں میں شامت اعمال سے امیری کو بدسلیقگی۔ بدانتظامی اور حماقت لازم ہے۔ جسکی خوشامدی اہل دربار

شانِ ریاست سے تعبیر کرتے ہیں۔ ... اس کی شان ریاست کی اس دربار
میں بھی جس طرح ... کی پرورش ہے۔ کمی نہیں ہے۔ چھوٹے نواب بڑے
انڈے کے ملبک میں مزے ... بعض گرم گرے چھابے ... کے بیگون
چھینکا ٹوٹا ... کے دربار ہیں۔ وکیل اور مختار مزے کرتے ہیں گلچھرے
اڑاتے ہیں۔ ... کو ریت کر زمانے ہیں ... کو جالا ...
تا کے عادت نکل جاتا ہے۔ لوسٹے سے ہاتھ نکل جاتا ہے۔ ... بھی تین
مقدموں کا ... گرم ہے۔ معاملہ کسی طرح فیصل ہی نہیں ہو چکے۔ پیشیاں
روز بڑھتی ہی جاتی ہیں۔

سوم۔ مدرس میں سمج ہوئی ... نے منہ کالا کیا۔ مگر یہاں بھی تک
وحشی ہی ہیں ہوئی ... سو جیون برتاؤ دے جا رہے ہیں۔ منڈی ہوئی
ڈاڑھی پر ... کے ساتھ۔ ہاتھ پھر رہا ہے۔

جس طرح ... کے پردے میں مردوں کے پیرایے میں نواب نام ور۔ خان ساماں
خدمتگار ... صاحب ان کا ... وکیل ... سب کی بات چیت
... چال چلن ... برتاؤ ... رکھ رکھاؤ کی تصویریں دکھائی ہیں
اسی طرح عورتوں کے پردے میں بڑی بیگم سے لیکر اونٹ اصیل ماما ان
تک کے مختلف اور متفاوت حالات ہوبہو قلمبند کردئے ہیں۔ ... ہم
زندگی ... رنگین تجربے ہیں بعض جگہوں جنت کی ... معروف
نقش ... ہے جہاں ... ہر جگہ ... اور روانی ہے۔ ... اور بول
چال کا لطف لیس ہاتھ سے نہیں جاتا۔ جسقدر پڑھتے جائے ... جاتا ہے
عام خاص ہر جگہ ... تقریروں میں جہاں دیکھو گا تبھی عالم
نظر آتا ہے۔ عورتیں مردوں کا کبھی چھپا نہیں ... کی سوسائٹی میں
لب لہجے کا اختلاف ایک ایسا خوش آئند رنگ پیدا کرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے
ساون ... اور ... کے گلے میں ... ہاتھ سے خاص خوشنما مولوی زین الدین

حسین خان کے شوق اور داد کا ذکر تو اوپر آچکا ہے ۔ اب جو دوسرے نمبر آزادی
بنی کی راے سنئے ۔ میر اکبر حسین صاحب جج الٰہ آباد سے جب مصنف کی ملاقات
ہوئی تو اُنھوں نے انہیں بہ دل سے شیکسپیر آف دکن کا خطاب دیا مجھ
بھی اس خطاب کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے ۔ کاش شیکسپیر یہ سلسلہ
جاری رہتا ۔ مگر افسوس زمانے نے مولانا آزاد کو نوائی دربار اور ایک ناتمام
ڈرامے (نوائی بہیں ۔ خمار عشق) کے سوا زیادہ اس لائن میں لکھنے کی فرصت
نہ دی ۔ خدا کرے وہ اپنی پنشن کی مدت اسی عمدہ علمی خدمت میں صرف
کریں ۔ کہ اس دوستانہ خطاب کا ان کو پبلک کے نزدیک بھی پورا
پورا استحقاق حاصل ہو ۔

نوائی دربار کتاب کے چیستر ہیں اب دوسری مرتبہ چھاپے خیالات طبع
زاد و داد و معانی کہتے ہیں ۔ اس کا [illegible] آزاد کا فرزند ارجمند جو
ماسٹر احمد تیئسویں سال ہے ۔ [illegible] خدا [illegible] پروان چڑھنا
خدا مبارک کرے ۔

دیباچہ طراز

سید محمد عبد اللہ شہباز

پروفیسر سائنس اورنگ آباد کالج

اورنگ آباد دکن]
یکم اکتوبر سنہ ۱۱ء]

مضامین نوابی دربار

پہلا حصہ۔ ایک افیونی پیر صاحب کا۔ خدمتگاروں کا۔ جنت کیلئے آمین کہنا۔
دوسرا حصہ۔ پیادے کا نواب صاحب کے ہاتھ میں خط لا کر دینا۔ تحصیلدار صاحب کا آنا اور ہزار روپے کی ضمانت بننا۔
تیسرا حصہ۔ بڑی بیگم صاحب کا اضطراب۔
چوتھا حصہ۔ تحصیلدار صاحب کا بیوی کو نوٹ دکھانا۔ بیوی کا پرانی شکایتیں دہرانا بہو بیٹیوں کی تذلیل۔ رخصت کی تیاری۔ باہر مہمانوں کا آ جانا۔ نوٹ کی تقسیم کی گفتگو کا درمیان آنا۔ پھر چکی چلنا چلنا۔ کامیابی کے نشے میں دوزخی جان کا خیال آنا۔ اور آخر ماہی بے آب کیطرح بیتابانہ گھوڑے پر سوار روانہ ہو جانا۔
پانچواں حصہ۔ مہری کا مغلو کو جان کو ساتھ لیکر بند چھڑانا۔ جیسی صاحب سے مشتبہ ہو کر پیروی مقدمہ کرانا۔ مقدمے کا چھیوں سے خارج ہونا۔
چھٹا حصہ۔ بڑی بیگم صاحب سے پندرہ ہزار کا مال اینٹھ کر چار ہزار پر گرد رکھنا۔ استغاثے میں فتح آنا۔ خانصاحب کا خوشخبری فتح سنانا۔ خلعت و انعام پانا۔ مہرے کو کسی دشمن کا گھر آیا ہوا جانا۔ پالکی گاڑی میں بیٹھ کر لد کے جگہ تشریف لیجانا۔
ساتواں حصہ۔ روپیہ شدہ نوٹ کی تقسیم۔ خانصاحب کا رونا۔ جوش رشک میں چھوٹی کو بیاہ کے آتا مرزا ناصر میرن کا پارپیٹ میں گھر کی زبانی سے لڑائی۔
آٹھواں حصہ۔ پیر صاحب کا اکڑ اینٹھ گری کرنا۔ خانصاحب کا بیماند پڑنا گھوڑے کی امداد سے نان بیگز کالا جانا۔ مصاحبوں کا بل

بال بچنا۔ انکی شامت سے گھر کا رفتہ رفتہ تباہ ہونا۔

اراکین نوابی دربار۔

(مرد)

(۱) خورشید نواب (المخاطب بہ نواب بخشۃ الدولہ بہادر) نوابصاحب مرحوم کے بیٹے۔

(۲) لوٹ ماسخان (المعروف بہ خانصاحب) مختار۔

(۳) میرزا زمانہ ساز (المعروف بہ پیر صاحب) }
(۴) میرزا خوشامد بیگ } مصاحب
(۵) میرزا غضنفر بیگ۔ داروغہ توشہ خانہ

(۶) دیوانجی (۷) میرجانی۔

(۸) میر سید۔ کلکتے سے کوں چیتے بندے۔

(۹) رضا حسین۔

(۱۰) گوردھن مہاجن۔

(۱۱) جیمس صاحب وکیل۔

(۱۲) سیف بخت }
(۱۳) منگو دس } خدمتگار۔

(۱۴) ڈیوڑھی بان

(۱۵) غفور کوچبان۔

(۱۶) پیادہ عدالت۔

(عورتیں)

(۱) نجبت بیگم۔ نوابصاحب کی والدہ ایسے جو گھر میں بڑی بیگم کے نام سے مشہور ہیں۔
۲۔ خانم صاحب خانصاحب کی بیوی۔ ۳۔ ...م بندی خانصاحب کی مہاجر بیوی۔ ۴۔
نور دز بیجان۔ چھوٹے بازار کی کوئی طوائف۔ ۵۔ بی جادی میر صاحب کی آشنا۔
۶۔ چمن۔ بیگم کی پیش خدمت۔ ۷۔ مجیدن۔ نوابصاحب کی ددا۔

نوابی دربار

پہلا حصہ

دن کے [illegible] بجے [illegible] صاحب کی [illegible]
[illegible] ئے ۔

میر [illegible] منشی [illegible] کا وقت قریب ہے ۔ تو ابھی [illegible] سے پڑے رہتے [illegible] کمرہ جھاڑا نہیں گیا ۔ [illegible] کی [illegible] پڑی ہوئی ہیں [illegible] تازے نہیں کئے گئے [illegible] پیالیاں [illegible] میلی پڑی ہیں [illegible] بدبو [illegible] باسی پھولوں کا [illegible] ہوئی ہیں [illegible] بھی کوئی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کا عرصہ ہو گا ۔

منشی [illegible] الٰہی [illegible] آہستہ آہستہ [illegible] بیٹھے حضور [illegible] میں [illegible] [illegible] [illegible]

میر۔ ارشاد کیا ہوگا۔ اچھا مردوں سے شرط باندھ کر سوتے ہو۔ خدا کی پناہ
تمکو پکارتے پکارتے گلا اچھا خاصا درد ہوگیا مگر تم ہی نہ چونکے۔

منحوسی۔ حضور میں تو فوراً ہی حاضر ہوا ایسا حکم ہوتا ہے ارشاد ہو کہ بجالاؤں
چاہیے تو سو رہا تھا شاید میرے چونکنے میں کچھ دیر ہوئی ہو تو تقصیر معاف کیجائے
اور ابھی تو سرکار کے برآمد ہونے میں گھنٹوں کا عرصہ ہے۔

میر۔ خیر ایک چلم تیار کر کے گڑگڑی بھر دیجیے۔

منحوسی۔ ابھی حقہ تازہ کر کے ایک چلم لاتا ہوں۔ اگر چلم ہی کی ضرورت تھی تو
حضور نے اتنا غل کیوں مچایا یہ تو ایک معمولی بات تھی۔

میر۔ گڑگڑی کے تازہ کرنیکی ضرورت کیا ہے یونہی چلم تیار کر کے لے آ حقہ
تازہ کرنے سے باسی پنے کا سواد بگڑ جاتا ہے گا۔

منحوسی۔ بہت خوب ابھی لایا۔

میر صاحب۔ پھر کہیں سو نہ جانا۔

منحوسی۔ جب حضور بیدار ہوتے ہیں ہمیشہ میں ہی تو چلم تیار کر کے لاتا ہوں وہ
دیکھیے میرے بخت خواہ بیگ برآمدے کے کونے میں پڑا سوتا ہے۔ حضور کی خدمت
کے لیے تو میں دست بستہ ہر دم حاضر رہتا ہوں۔ گر حضور ناحق تنا پھرتے ہیں
ملازمیں میرے سونے کی خبر پہونچ جاتی ہے اور کشش سرکار مجھے
نصیحت [illegible]

میر صاحب۔ اریں نہ چونکا دیا کرو۔ ان تو سوتم لوگوں کی مستیرہ تیان۔
[illegible] پھر سو سے ہو گویا مرے [illegible] لگاتے ہو۔ جلد مجھے
حقہ دے کر کمرے کا سامان درست کرو۔ اب سرکار کی آمد کا وقت ہے۔

منحوسی (دس منٹ کے بعد) میر صاحب حقہ حقہ!

میر صاحب (چونک کر) خدا خیر اچھا [illegible]۔

منحوسی۔ میر صاحب چلم تیار ہے۔

میر صاحب (آنکھ بند) ہوں۔ ہوں۔ ہوں۔

منحوسی۔ (زچہ منہ سے لگا کر) یہ لیجئے حقہ پیجئے۔ ابھی تو چلم بھی چلم کرکے مس بیٹھے ہوئے تھے۔ ابھی دین دنیا کی خبر نہ دار و وہ پینک میں غین بڑے ہیں [illegible] چلا جاتا

میر صاحب (ناک میں سے غنغنا کے ہاں ہاں ہاں (پھر آنکھ بند) کر گرگر دبیر ایک لمحہ کے بعد نیچہ منہ میں اور میر صاحب پینک میں بے خبر

منحوسی۔ تھوڑی دیر کے بعد۔ یہ لو ابھی طوفان برپا تھا۔ ابھی پینک میں مردے ہو گئے ہیں۔ اور مزہ یہ کہ ناک سے حقہ پیے ہیں (مسکرا کر) ۔ کار آب [illegible] و خونی کی پیشین۔ طیار کرنگی۔ خدا جانے یہ لوگ کس مرض کی دوا ہیں۔

دوا مجیدن۔ ارے کوئی ہے۔ سرکار اٹھ چکے ہیں جامنی والی چھوٹی گاڑی تیار کروا کے جلدی بھیجو۔ کوئی ہے (زور سے) منحوسی [illegible]

منحوسی۔ آیا آیا۔

دوا۔ خدا کی مار تیرا کوت پر۔ جاگتے ہو۔ مگر جواب نہیں دیتے۔

ہم۔ ابھی دو صاحب تیں لوٹ کر سے ہیں ترش دست [illegible] آپ کی آواز کان تک پہونچی تو جی ہیں نے جواب دیا [illegible] سب ہی [illegible] ہے۔ ذرا دیکھئے دوا کی سے تیار (سیر نحت [illegible]) اسکو آپ چپ بھی نہیں سنیں [illegible] کسند۔

دوا۔ ارے موندی کا [illegible] سمجھا دو۔

ہم۔ [illegible] دیتا ہوں (قریب جاکر) [illegible]

سیہ بخت۔ ہوں۔ ہوں۔ [illegible] بدل بدل کر۔

منحوسی۔ دیکھو دوا مجیدن سرہانے کھڑی ہیں سرکار [illegible] اٹھا ہے وہاں [illegible] آتا جاتے ہیں۔

سیہ بخت (کھسیانا ہوکر)

دوا کیا میں ہم لوگوں کے لئے ایک آفت ہیں۔ قیامت ہیں۔

د۔ کیون نگوڑی حرام خوری ہی پر جان ہوئی کہ تو مجھے باتیں سنائے۔ بھلا کہہ تو سہی
نواب کو باہر آنے دے۔ تجھے کتنی باتیں کہلواتی ہوں۔ چندیا پر ایک بال تو پہنچے
رہنے کا ہی نہیں اس سے۔ ان غلام بیگون کا دماغ نواب نے کیسا خراب کر دیا۔
بے موؤن کی زبان تو دیکھو کتنی بڑی ہو گئی ہے۔ اب ادب قاعدہ سب اٹھ گئے
لگا زیر بال کو شرم کرتی ہوں۔ یہاں میں جا کر بڑی بیگم صاحبہ کو سارا قصہ سناتی ہوں چلتے
راستہ میں جاتے جاتے۔ اب تیرا گذر اس گھر میں نہیں ہوئیگا۔ بیگم اپنا سو والے
لیں میں کمینون کی بات کبھی نہ سنوں گی۔ اے نوج میں کیا اپنی ناک اس دہ بار
میں کٹاؤں گی بعد اس کے جب نواب خود سید محل کی نوکری کی پروا نہ کی تو وہ
کسی کی کیا کرے گی۔

سید نجبت (دوڑ کر ہاتھ جوڑتا ہوا) اللہ واسطے قصور معاف کرو۔ نیند میں تھا۔
خدا جانے منہ سے کیا نکل گیا۔ آپ اتنی خفا ہوں وہ نہ میری روٹی پہ آفت آجائیگی

د۔ موئے تو مجھے بہلاتا ہے۔ میں ایسی بچی گود یان نہیں کھیلی کہ تیرے کہنے میں آجاؤں
میں خوب سمجھتی ہوں تو نے جان بوجھ کر مجھے سنانے کی نیت سے یہ ساری باتیں
کہی تھیں۔

س۔ اگر ایسا ہو تو خدا کی مار مجھ پر۔

د۔ ارے تم تو تم بداؤں کی گنتی میں بڑی بے دھڑک دن میں تین مرتبہ کھاتے ہو۔
پھر بھی نیت نہیں بھرتی۔

س۔ حضرت عباس کی قسم میں نے قصداً کوئی کلمہ آپ کی شان میں منہ سے نہیں نکالا

د۔ چل چل بس۔ تیرے خوب سمجھتی ہوں۔

س۔ خدا کے واسطے میرا قصور معاف کیجیے۔ بیگم صاحب یہ قصہ سنیں گی تو آگ
بگولا ہو جائینگی۔ خدا جانے میری کیا گت بنائینگی۔

د۔ خیر دیکھا جائے گا۔

س۔ جھک کر دونوں قدم پکڑ کر۔ شہید کربلا کا واسطہ۔

د۔ الٰہی تیری پناہ ۔ دیکھو تو کیسی کیسی قسمیں یاد ہیں۔ خیر چلو، ہو۔ کا ناحق مسافت کیا
اسی ہوئے کو اپردہ او شاہ محل میں چلی گئی ۔)

دوسرا حصہ

سیہ بخت (غل مچا کر) سرکار آئے سرکار ۔
منحوس ۔ کہاں کدھر۔ تو روز اسیطرح سبھوں کو چونکا دیا کرتا ہے ۔
س ۔ سرکار تو آئے مگر ہیں تمہارے لئے آنکھیں کہاں ہے اون دو دیکھو ۔
میر جانی سے کھڑے باتیں کر رہے ہیں حقہ ہاتھ میں ہے ۔
م ۔ ہاں میں نے بھی دیکھا وہ دش کے کنارے بار سنگھار کے پیڑ تلے کھڑے
ہیں (پھر غور سے دیکھکر) مگر سیہ بخت وہ دوسرا شخص کون ہے جو وردی پہنے ہاتھ
میں کاغذ لئے کھڑا ہے اور سرکار سے کچھ کہہ رہا ہے ۔
س (گھور کے جھانک کر) ہاں وہ تو کوئی اللہ کی وردی والا کچہری کا پیادہ نظر آتا ہے
م ۔ نصیب دشمنان ۔ بھلا کچہری کے پیادہ ۔ دا س ور۔ یا سے سرکار خدا کرے
انکا قدم اس گھر میں آنے نہیں کوئی راہ ہوگا ۔
س ۔ میاں نصیب پیادہ دیکھنے ہیں ہندیکھتے نہیں دروی مسافت عدالت خفیفہ کی پیادہ دو تب
کی تو ہے ۔ قمر وہ میرا شانہ دست ہے ۔
م ۔ قمر ادھون کا شانہ ایسا ہی ہوتا ہے ۔
س ۔ تم بہت نمک حلال کے بچے ہو ۔
م ۔ ان شاید تیرا کہنا ٹھیک ہو ۔ کہیں کو جان نے تو یہ مقدمہ برپا نہیں کیا ۔
س ۔ اوس سے کیا علاقہ ۔
م ۔ مجھے معلوم نہیں اوسکی ایک سال کی تنخواہ چڑھی ہوئی تھی کل اوس نے تیرہ
شہرولی سرکار سے بہت کچھ عرض کیا تھا اوسپر سرکار نے اوسکو گالیاں دی تھیں
اور نکلوا دیا تھا ۔
س ۔ ضرور یہ گل اسی کا کھلایا ہوا ہے ۔ ہو نہو یہ سب اسی کی کارستانی ہے ۔

م۔ اب تو ہماری تنخواہ کا بھی سامان خدا کی طرف سے ہوا جاتا ہے۔ شاید کچہریان نے نالش کی ہے کیا عجب اس دباؤ میں سب کا مشاہرہ تقسیم ہو جائے۔

س۔ خدا ایسی کرے کب تک کوئی پیٹ پر پتھر باندھکر نوکری کرے۔ اور وال روٹی کے عوض گالیاں کمائے

م۔ چپ۔ چپ۔ سرکار آن پہونچے۔

س (ایک ہاتھ سے پگڑی سر پر کستا ہوا اور دوسرے ہاتھ سے کمر بندھاتا ہوا) لو سرکار آئے۔

نواب۔ میر صاحب کہاں ہیں۔

میر زمانہ ساز (پلنگ سے نیم خیز ہو کر) حضور میں تو حاضر ہوں۔ آداب بجا لاتا ہوں (کھڑے ہو کر)

نواب۔ کچھ سُنا؟

میر۔ خیر تو ہے۔

نواب۔ خیر کیسی؟ ایک فساد عظیم کا سامنا ہے۔ عزت پہ آ بنی ہے۔ ۴۰ برس میں نانا جان کے قضا کرنے کے بعد جو نہ ہوا تھا۔ وہ اب ہوتا نظر آتا ہے۔

میر۔ نصیب اعدا کیا فرماتے ہیں؟ آخر ماجرا کیا ہے۔ غلام بھی سُن سکتا ہو کہ نہیں

ن۔ سُناؤں کیا خاک یہ دیکھئے کچہری کی روبکاری آئی ہے اور دربار کی چپراسی ہے۔

م۔ ہاں یہ تو بیشک روبکاری ہے مگر آخر کیا وجہ ہوئی کہ یہ روبکاری آئی اور کس مقدمہ میں طلبی ہے۔

ماشاء اللہ نثار خان صاحب خبر گیری مقدمات خوب فرماتے ہیں۔

ن۔ جی ہاں۔ انھیں کی حسن کارگذاری کا نتیجہ ہے کہ پیادہ گھر میں آیا۔

م۔ آخر حضور معاملہ کیا ہے۔

ن۔ اس نمک حرام مغفور نے عدالت خفیفہ میں نالش دائر کر دی ہے اور مجھے گواہ

قرار دیا ہے۔

م۔ آمین۔

ن۔ ابھی ادھر ہی آگیا۔ دیکھو نادر من دکھاکر نمبر ۵۵۵ متفرقی غفور خان۔
مدعی۔ بنام نواب فضلۃ الدولہ بہادر۔ مدعا علیہ۔

پیادہ عدالت۔ تجھ ہمکو بیٹھے۔ دیر ہوتی ہے۔ تاجر صاحب اب مستغفا
ہو گئے۔

م۔ ارے میاں ذرا صبر کرو۔ مختار صاحب کو آنے دو۔ ہم کیا جانیں کچہری
کیا ہے۔ مقدمہ کسے کہتے ہیں۔

پیادہ۔ تجھ ہم پر جرمانہ ہو جائے گا۔

ن۔ ارے بھئی جیبہ۔ کیوں مفت جانے جاتا ہے۔ رسید ابھی ملتی ہے۔
(میر صاحب سے اشارہ کرکے) ہم دھن سنگ بہ لقمہ دوختہ ہو رہوں (آنکھ
چمکا کے) کچھ ان کے نذر کیجے تبھی تو یہ دم لیں گے۔

م۔ منشی ادھر آنا ذرا گوشے میں ادھن جی کے پاس اس پیادہ کو لیجاؤ اور کہو کچھ
کچھ چٹا دیں۔

منشی۔ بہت خوب (پیادہ سے) ارے او میاں ادھر آؤ۔ میرے ساتھ چلو

پیادہ۔ ہم تو بے رسید لئے نہیں جائینگے۔

منشی۔ ابی آؤ تو سہی۔ ادھر آؤ (مسکرا کر اور اشارہ سے تعداد بتاکر) ادھر تو آؤ
دو سو کی ملاسکتے ہیں۔

پیادہ۔ اچھا چلو کہاں چلتے ہو۔

ن۔ یہ موقع غنیمت ہے جو کچھ صلاح و مشورہ سے ہو۔ ایسا وقت ہو جانے پھر
وقت نہیں ملنے کا۔

م۔ صلاح بغیر مختار کے مقدمے کے باب میں کیا ہو سکتی ہے۔ خانصاحب
بلا بھیجیں جائیں تو مناسب ہے۔

ن۔ یہ تو انکی حاضری کا وقت ہی ہے۔ مگر پھر بھی کسیکو احتیاطاً بھیج دیا جائے
کہ انہیں جلدی بلا لائے۔

م۔ بہت خوب ابھی ایک پیادہ دوڑاتا ہون۔

ن۔ ہان بس دیر نہو۔

سیہ بخت۔ آیئے خانصاحب۔ آیئے خانصاحب (زور سے)

م۔ بیٹھیے یا دش بخیر۔ مختار صاحب بھی ہو پہنچ ہی گئے۔

خ۔ خانصاحب کو کورنش بجا لاتا ہون۔ میر صاحب کو بھی بندگی پہنچے۔

ن۔ ہزار نفرین تم پر۔ اور تمہاری کورنش پر تم لوگ پلے سرے کے دغاباز
اور نمک حرام ہو۔

خ۔ خداوند نعمت آخر یہ ماجرا کیا ہے۔ مین کیونکر دغاباز اور نمکحرام ہوا۔ بغیر ثبوت
جرم پھانسی لٹکتی ہے غضب خدا کا ہے۔

ن۔ آپ کیون پھانسی پانے لگے (خون تو ہوا حقیقت مین میری آبرو کا اور
آپکی بدولت۔)

خ۔ حضور کے دشمنون کی آبرو کا خون ہو۔ حضور کیون ایسی فال بد منہ ہائے مبارک
سے نکالتے ہیں ع مزن فال بد الخ۔

ن۔ (سمن جیب سے نکالکر) لو دیکھو یہ اپنا نامۂ اعمال۔

خ۔ (سمن کو دیکھکر اور خوب زور سے ٹھٹھا مارکر) اللہ اللہ اس ایک پرزہ سے
نے حضور کو اتنا پریشان کیا۔ فضل الٰہی سے کلکٹر اور اطراف کلکتہ اور اضلاع
ملحقہ مین سرکار خدا جھوٹ نہ بلوائے سیکڑون ہی کی تو جائداد ہوگی پھر کیا ایسی
صورت مین کچہری کی روبکاری اور دیگر کاغذات نظر فریب نہون گے۔

ن۔ وہی کیا کوئی زمینداری کا جھگڑا ہے۔ یہ تو میری بے عزتی کا سامان ہے
اور تم لوگ خواب خرگوش مین پڑے سوتے ہو۔

خ۔ (ہنسکر اور جیب سے پلندہ نکالکر) دیکھیے مین بھی کچھ غافل اور نکما بیٹھا

ان کاغذون کے ملاحظے سے ظاہر ہو جائے گا۔

ن۔ مجھے اسوقت اسقدر اضطراب ہے کہ جو جہان کاغذون کے پڑھنے کی فرصت
نہیں جو کچھ کہنا ہو زبانی عرض کرو۔

خ۔ بہت خوب عرض کرتا ہون۔ فدوی اسوقت عدالت مین حاضر تھا کہ جب
کوہ نمک وہان بہ نیت استغاثہ پہونچا تھا اس کے تیور دیکھتے ہی مین تاڑ گیا
ضرور کچھ دال مین کالا ہے۔ اور فوراً ہی مین نے بلا اجازت سرکاری سارے
نامی وکلا کو اپنی طرف کا وکالت نامہ دیدیا اور آج علی الصباح جاکر اڈورٹ
صاحب کو بھی (ایٹمن) کرآیا ہون اور اسکی درخواست کی نقل بھی لے چکا ہون۔

ن۔ شاباش شاباش واللہ خانصاحب تمنے کمال کیا ہے۔ ماشاء اللہ تمہاری
چستی اور چالاکی بلا کی ہے۔ خدا کی قسم تم آج اپنے فن مین فرد ہو۔

میر صاحب۔ واہ رے شیر کیا کہنا ہے۔ یہ تمہارا ہی کام
تھا جناب امیر کی قسم تم بے مثل ہو۔ بھلا مجال ہے کہ تمہارے آگے کوئی
میدان بازی مین ٹھہر سکے۔

(نواب کی طرف خطاب کرکے) واللہ خانصاحب نے کمال کیا ہے۔ آج اگر ہمارے
ابا صاحب مغفور کا زمانہ ہوتا تو خانصاحب مالامال ہو جاتے۔ اور ضرور
خلعت پاتے۔

نواب۔ ہمکو تو یاد پڑتا ہے کوئی ایسا ہی قسمت کا ہیٹا ہوگا جسنے خلعت کبھی نہ
کبھی نہ پایا ہو۔
ابھی کل کی بات ہے جنگ والے مقدمہ مین مین نے خانصاحب کو کلابتونی
دوشالہ دیا تھا۔ خیر خلعت ولعت تو بعد ہے۔ پہلے خدا سرسبز تو کرے۔

میر صاحب۔ اے حضور یہ مقدمہ ہی کیا ہے۔ یہ ایسے معاملون کو تو چٹکیون
مین اڑا دیتے ہیں۔ یا یمین اللہ کا کھیل ہے۔ حضور کی حاضری عدالت البتہ ضروری
کیونکہ ہے اسکی تدبیر سے پہلے کر لی جائیے۔

خانصاحب۔ سرکار کا اقبال و قدردانی شرط ہے سب بندوبست ہو جائیگا ہم مودود کی اصل و حقیقت ہی کیا ہے کہ اوس کے مقدمے میں حضور عدالت کو قدم میمنت لزوم سے اعزاز بخشیں۔

پیادہ۔ مجرا سید۔

نواب۔ ہاں بھئی پہلے اس بلا کو تو ٹالو۔

خ (مسٹر کرافٹ کی طرف اشارہ) دستخط کر دیجیے پھر چلا جائیگا۔ (نواب صاحب نے رکھنے والے ہاتھ سے اینڈا بینڈا کچھ لکھ دیا۔)

پیادہ۔ حضور اصول سوم یہی ہے تابعدار کو کم ملتا ہے۔ مالگذاری چیت پہ سب بیگھوں پانچ روپیہ ملتا ہے۔ حضور سے کمالی تین روپیہ ملا۔

نواب۔ اچھی کہی۔ ارے بھی کیا ہزار پانچسو کی نیت باندھ کر چلے تھے۔

خ (پیادے سے خطاب کر کے) جاؤ بھی۔ رسید لکھ گئی یہ برابر کا دربار ہے کبھی کم کبھی زائد۔ معاملہ جانے دو پھر تمہارا پیٹ بھر دیا جائے گا۔ سرکار بھی ہے پھر تو تمہارا گھر ہمیشہ کا ہے۔

پیادہ۔ بندگی (رخصت)

نواب۔ بہت خوب تھوڑی دیر کے بعد) فی الحال والسفر مع الجد والبعد۔

میر صاحب (مسکرا کر) رسید وسود بلائے بود بخیر گذشت۔

ن۔ خانصاحب اب کہیے اس مقدمے میں صلاح کیا ہے وکیلوں نے کیا کہا مسٹر ووڈرف کی کیا رائے ہے۔

خ۔ حضور سب اسی پر متفق ہیں کہ حضور کا دربار میں حاضر ہونا کسیطرح مناسب نہیں۔ جرح کے سوالات وہ اونٹ پٹانگ ہوتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ ان میں حضور کا عذر ناگزیر ممکن۔ چھوٹی عدالت کے اشتی اور وکیل بڑے بڑے ثقالوں داناؤں کی ہنسی بلا دیتے ہیں۔ سچ کو جھوٹ ثابت کر کے فوجداری میں بحلف دروغ حلفی سزا دلواتے ہیں۔ پھر ایسی حالت میں ہم تم ادا کیونکر حضور کو حاضر ہونے کی صلاح دیں

میر صاحب۔ ابھی جرح کے سوالات کئے ہوئے بیٹھے ہیں۔ پھر کیوں آجتک اس خاندان کا کوئی کچہری گیا بھی ہے کہ حضور جائینگے۔ جب سے سرکار مرحوم و مغفور کی حاضری نواب صاحب نے معاف کردی تھی۔ اور جو ہماری حضور کی بھی علاوہ حضور کو صاحب لوگوں کی ملاقات کا شوق ہوتا۔ ایسے ہی موقعوں پر حکام کی ملاقات کا فائدہ نظر آتا ہے۔

خ۔ جی۔ اندیشہ کی بات نہیں۔ خدا نے چاہا موقوف ہو جائیگی۔ صرف مختار کی شہادت پر معاملہ۔ رفع دفع ہو جائیگا۔

ن۔ خانصاحب تمہارے منہ میں گھی شکر۔

خ۔ کیوں نہیں بارہا کردم و شد۔

ن۔ اگر اپیل تو تردد کاہے کا۔ روپے پیسے کی کچھ پروا نہیں۔ ایک سے ایک بہتر حکم دشمنوں کو موجود۔ مگر حاضری عدالت نہونے پائے۔

خ۔ خدا نے چاہا تو ایسا ہی ہوگا۔

میر صاحب۔ چہاردہ معصوم اور دوازدہ امام کا صدقہ ایسا ہی ہو۔

ن۔ بس تم جانتے ہی ہو میں وہمی آدمی ہوں۔ مجھے اس کا خلجان ہے۔ فکر جلد ہو جانا چاہیئے۔

خ۔ اسی وقت جاکر پال صاحب بیرسٹر کو کونسل کو وکالت نامہ دیئے دیتا ہوں اور معاملہ ہائی کورٹ میں اٹھائے لئے جاتا ہوں وہاں کے وکیل کا خرچ دینے میں مدعی کا قافیہ تنگ ہو جائے گا اور علاوہ اسکے حکام ہائی کورٹ میں خاندان کی عظمت و شان سے خوب واقف ہیں۔ بڑی نواب صاحبہ مرحومہ کے وقت بعد ابر صد بورڈ کے صاحبوں کا جلسہ ہائی اسی دالان میں ہوا کرتا تھا۔ مگر حضور کو تو ان باتوں کا شوق ہی نہیں۔

ن۔ جب اس مقدمہ سے فتح ہو جائے تو انشاء اللہ ہم بھی بڑے بڑے صاحبوں کو چائے پر بلائینگے۔ یہ کوئی بڑی بات ہے کیوں کیا وہ لوگ ہمارے یہاں ہندوستانی

میر صاحب۔ حضور کیون نہین۔ حضور کی دعوت نکھالینگے تو اہ کس کی
چار دن کے خانہ ساز نوابون کی دعوت تو حکام فرط اخلاق سے مدعو ہی ہین کرتے
اوہو جائے حضور کی دعوت۔ اللہ۔ اللہ۔ انہین آنکھون سے کیا کیا نہین دیکھا۔

ن۔ کیون میر صاحب خانصاحب کی درائے ٹھیک ہے۔ معاملہ اول کورٹ
مین ختم ہو جائے۔

م۔ پیر و مرشد بجا ارشاد ہوا۔ اس سے بہتر کیا۔

خ۔ حضور عرض ہوتا ہون۔ مغرب کا وقت بھی قریب ہے۔ دور بھی شہر جاتا
ہے اور پھر وہان سے اور ضروری کاغذات لیکر وکیلون کو بھی دکھانا ہے۔

ن۔ بہت خوب۔ بسم اللہ۔ خدا حافظ

خ۔ اگر کچھ ضروری اخراجات کے واسطے ملجاتا تو بہتر تھا۔ دو ایک کونسل کو نصف
فیس اسیوقت جاکر دینی ہوگی۔ اور علاوہ برین عملون کے گانٹھنے مین روپیہ کی ضرورت
ہوگی۔ کچہری مین خالی ہاتھ کوئی کام نہین چلتا۔ مگر معاملہ حسب دلخواہ اس اجلاس
سے اٹھ گیا تو ہتھیار کو بھی (انگلی سے بتاکر) دوسرے کیا کم لیکن یہ تو بعد کا جھگڑا ہے
سردست متفرق اخراجات کو ایک ہزار کافی ہوگا۔

ن۔ ہان بیشک۔ ان کو تو دینا ہوگا کیونکہ یہی لوگ تو عقل کل ہین۔ ارے
کوئی ہے؟ دیوانجی کو بلاؤ۔

مصوبی۔ (دیوانخانے کے صحن مین جاکر) دیوانجی! دیوانجی! سرکار نے یاد
کیا ہے چلئے چلئے۔

دیوانجی (ایک ہاتھ سے پگڑی سنبھالتے ہوئے) کہہ دو بس ابھی آتا ہون۔

ن۔ خانصاحب کو مقدمے کا خرچ چاہیئے۔ ایک ہزار روپیہ کا نوٹ دیکر
رخصت کر دو۔

د۔ بہت خوب۔

خ۔ حضور اب مین رخصت ہوتا ہون۔ دیوانخانے سے نوٹ لیتا ہوا جاتا

چلا جاؤں گا۔ وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ جو کچھ کرنا ہے آج ہی ہو۔ وکیلوں کو مقرر کرنا۔ اُن کو کاغذات سمجھانا۔ صبح کو وقت بہت کم ملے گا اور ہوا دوں کے گواہوں کے درستی کے لئے بھی فکر کرنی ہوگی۔ ان کی فیس ابھی تو فی راس دو اشرفی سے کیا کم ہوگی۔

میر صاحب۔ اس میں کیا شک ہے۔ ان گواہوں کسی قسم کے ہوں تو بہتر ہے جیسے لوگ اس دربار میں آیا جایا کرتے ہیں۔

مع۔ جی ہاں دو تازہ وارد آغا صاحب اور ایک میر صاحب کا تو بندوبست ہو چکا ہے اب اور تین گواہوں کی ضرورت ہے۔ اور وہ ہوں تو رفقا میں سے ہوں کیونکہ معاملہ بالکل خانگی ہے۔

ن۔ ہاں یہ تو ضرور ہے۔ میں کل علی الصباح پیرزادہ ساز صاحب۔ مرزا خوشامد بیگ صاحب۔ اور میر جانی کو آپ کے پاس بھیج دوں گا۔

مع۔ حضور نہیں۔ ان کا رات ہی کو میرے پاس آنا مناسب ہے کیونکہ مجھے ان لوگوں کو چند منتر پڑھانے۔ اور سوالات کے نشیب و فراز بتانے ہیں۔

ن۔ بہت اچھا۔ چائے کے بعد یہ لوگ آپ کے پاس پہنچتے ہیں۔ اگر وقت ملے تو آپ بھی کل وکلا سے ملاقات کر کے گھر پر لوٹ آئیے گا۔

میر صاحب (ترش رو ہو کر) اللہ اللہ کے آدمی و کے پیر شدی۔ خدا کی قدرت ہے یہ بھی ہم لوگوں کو منتر پڑھائیں گے۔ ہم لوگ کیا بچے ہیں۔ ہم نے تو شاہد و مسعود کے سینکڑوں مقدمات میں گواہی دی ہے۔ مسٹر سمتھ جیسا کونسل تو کبھی ہم لوگوں کو نہ ہی بگاڑ سکا اور کون ہم تم ہے۔

ن۔ یہ سب کچھ درست ہے مگر اصلاح و مشورہ سے بھی نقصان ہی کیا ہے۔ خانصاحب آپ جائیے۔ میں ان کو روانہ کرتا ہوں۔

مع۔ ذرا ایک عبارت لکھ کر دو سکہ کا خیر کل تک نہ کھلیگی۔ اگر سو کی پہلو سے آدھ مستند بھی جا آسکے تو بہتری مدد کرونگا۔

ن۔ ہاں پٹھان تو وہی ہے جس کی دنگل میں عزت رہے۔

خ۔ وہ وہی رخصت ہوتا ہے۔ کورنش۔ میر صاحب کو بندگی۔

ن۔ فی امان اللہ۔

میر صاحب۔ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ ؕ

تیسرا حصہ

(خانصاحب صحن سے نکلے ہی تھے کہ دو امیدن نے پکارا) خانصاحب خانصاحب ادھر۔ ادھر۔ بڑی بیگم صاحب کی ڈیوڑھی پر طلبی ہے۔

خ۔ کیوں خیر تو ہے۔ آخر آج یہ خلاف معمول میری طلبی کیوں ہے۔ جب کبھی میری طلبی ہوتی ہے۔ تو بخدا واللہ میں تو لرز جاتا ہوں۔

م۔ خیر کبھی دیکھئے نہیں۔ (ہاتھ سے اشارہ کر کے) سارے محل میں کہرام مچ رہا ہے۔ بیگم صاحب آج اپنے آپے میں تھوڑی ہی ہیں۔

خ۔ آخر ماجرا کیا ہے۔

م۔ ماجرا کیا۔ کہیں کسی نے نواب صاحب کی کچہری میں طلبی کی خبر پہنچا دی ہے بس جی آتش ہو گئی ہیں۔ میں نے تو ایسے غصے میں بیگم صاحب کو کبھی دیکھا نہیں۔

اچھا تو آؤ۔ ادھر آؤ پردے کے پاس یہاں کھڑے رہو میں خبر کرتی ہوں

خ۔ بہت خوب۔

م (پردے آدھا منہ نکال کر) خانصاحب دعا۔ شاد ہوتی ہے۔

خ۔ میری طرف سے بہت بہت آداب عرض کرو۔

م (پردے کے اندر منہ لیجا کر) خانصاحب آداب بجا لاتے ہیں۔

ب (غصے سے) کیوں خانصاحب۔ میں کیسی سنتی ہوں۔ یہ آگو یہ کیا قیامت ہے کہ ہوئے سب نمک حرام نکلے۔ خدا وہ دن کرے کہ مجھے موت دے کہ خود شیفتہ کی طلبی کچہری میں ہو۔ ایسے جس گھر کا غلام بھی کبھی کچہری نہ گیا ہو اس گھر کا بیٹا

وہاں بلا جائے۔

(دو جمیدن ہر فقرے کے تمام ہونے پر ہاں ہاں کرتی جاتی ہیں)

خ۔ حضور بجا فرماتی ہیں۔ غلام ہر طرح حاضر ہے۔ واللہ باللہ اگر جان تک کام آئے تو تصدق کرنے کو حاضر ہوں۔ ایک کو تک گستاخی سرزد ہو گئی۔ اس کو کوئی کیا کرے گر ہاں اسکے کیفر کردار کی قرار واقعی تدبیر کیجائیگی۔ عنایت ایزدی سے کوئی تردد کا مقام نہیں ہے۔

ب۔ خانصاحب ہوش میں آؤ بہتے کیا ہو گئے۔ خدا نخواستہ اُس بندی کی جان پر آبنے گی تب تردد کا مقام ہوگا۔ اے کسے رعنی کے خاک جھاڑنے والونکو کیا تردد۔ اگر ہوگا تو مجھ بندی کو ہوگا۔ تمکو اپنے پلاؤ قورمے سے کام ہے۔ اوس بچے کو تم لوگوں نے اپنے اختیار میں کرلیا ہے۔ جو چاہتے ہو کرتے ہو بُتسے نوجما کی ریاست کو ایک دن خاک میں ملا کر رہو گے۔ یہ سب اسی کے سامان ہیں خدا مجھے موت دے تو بہتر ہے۔

م۔ دو بارہ نوج۔ حضور کیسی باتیں منہ سے نکالتی ہیں۔

کلیم سا۔ حضور فدوی بدات راست عرض کرتا ہے۔ کوئی تردد کا مقام نہیں۔ حضور کیوں اتنا رنج کرتی ہیں۔ آخر اس پریشانی سے کیا حصول؟ حضور خدا خدا کریں ساری بلا ٹل جائیگی۔ یہ ایک خفیف سا مقدمہ ہے۔ ایسے سینکڑوں معاملے ہوا کرتے ہیں۔ یہ پھیری کے بار کی باتیں ہیں۔

ب۔ پیادے کا منحوس قدم تک تو اس گھر میں آج تک آب اور باقی ہی کیا ہے۔ سرکار کی دولت سے بھی ہم لوگوں کی عزت آبرو تھی بھلا ہے۔ نہیں تو کیا بیگم کو یہ نوبت پہنچی کیا ہے نواب صاحب کی گئی ہوا سے دوستی کا موقع ہی ہے تمہیں سب بیچے کا خدا بال اللہ کا بڑا جھپ دیکھ لوگی از زمین و آسمان یکسانہ بود نا وہ بیگم بی شان جو تمہاں تیرا نام تشہیر ہوگئی۔

خ۔ اے حضور نہیں کیا ملکہ صرف حضور کا دو اختر کمنا کافی ہوگا۔ رشصا

سنیں گے تو فوراً منتظر ہوں گے۔ یہ احکام کبھی انکے حسب اطلاع اجرا نہیں پاتے چھوٹے چھوٹے حکام تارہ وار دیے سوچ سمجھے حکم دے بیٹھے ہیں گورنمنٹ کی آنکھ میں اس خاندان کی عزت و عظمت جیسی تھی ویسی ہی ہے۔

ب۔ خیر اگر ان مدبروں صاحب کی طلبی نہ ہوئی تو میری پالکی ہی اب صاحب کی کوٹھی میں پہونچا ہی سمجھو جو کچھ سند و عظمت کہ اسی خاندان کے نوابوں اور بیگموں کو ملی ہے۔ وہ سب وہی اپنے ساتھ لیتی جاؤنگی۔ اور سب واپس آ جاویگی جب بات ہی خاک میں مل گئی تو پھر بیاہ کی خوشی ہوئی عزت کسکام کی پیٹ پڑے سونا جس سے ٹوٹیں کان۔

میں نواب صاحب کا یا تو ہمیشہ کے لئے گھر ہی پر ہونگی اور نجف اشرف اور کربلائے معلے کو چلی جاؤنگی۔ وہاں کی گدائی بھی اس ریاست سے بہتر ہے۔

خ۔ حضور خداوند نعمت گھبرائیں نہیں کہ پالکی وہاں جاوے۔ ابھی اگر فرصت ہو تو خود اس ریاست کے ریذیڈنٹ صاحب تک یہاں آ سکتے ہیں اور اگر لاٹ صاحب کو بھی ایک ذرہ سی بھی خبر ہو جائے تو ابھی سکرٹری لوگ دوڑے آئیں اور ایک شور برپا ہو جائے میں پھر بھی عرض کرتا ہوں کہ کوئی تردد کا مقام نہیں۔ اگر تابعدار نے معلوم کبھی جھوٹ حضور کی طلبی نہ ہوگی اور اگر اسکے خلاف ہو تو میری روٹیاں چیل کوؤں کو کھلا دی جائیں۔

ب۔ خیر مجھے تم لوگوں کے دم سے بڑی امید ہے۔ دیکھو خانصاحب خرچ وغیرہ کے لئے کوئی کام نہ رکے۔ دس ہزار بیس ہزار۔ بلکہ پچاس ہزار تک کے لئے کام بند نہیں رہ سکتا۔ گو باہر کی تحویل ہے۔ روپیہ نہ ہو تو میں اپنے ذات خاص کی یہاں سے صد ہا روپیہ تک روپیہ پہونچا دوں۔ مگر بھولی بسری یاد آوے اب یہ بار نہ چڑھے اور بڑے نواب صاحب کے نام پر روپیہ نہ لگے۔

خ۔ خرچ فروعی کے لئے روپیہ تحویل ہی سے لیا ہے اور اگر خدانخواستہ زیادہ روپیہ کی ضرورت ہوگی تو حضور سے عرض کر دونگا۔

ب۔ ہاں نمکحلالی کا یہی موقع ہے۔ دیکھو تم سات پشت کے نمکخوار اسی دربار
کے ہو۔ تمہارے باپ کو میں نے اپنے ہاتھوں کھلایا تھا۔

خ۔ غلام ہر وقت اس گھر کے ادنےٰ ملازم ہمک پر جان نثار کرنے میں تامل
نکریگا۔ آخر یہ جان ہے کس دن کے لئے۔

ب۔ خیر ابتک عزت تم لوگوں کے حوالے ہے۔

خ۔ تو تابعدار رخصت ہو۔ وکیلوں کے پاس بھی جاتا ہے۔

ب۔ بہت اچھا اگر کل جبتک معاملہ فیصل ہو تو لوکل کی خبر پہنچے اور چار سوار
اس کام کے لئے مامور ہیں۔ اچھا جاؤ خدا تمکو سرخرو لائے اور معاملہ سرسبز ہو۔

خ۔ انشاءاللہ۔

دوا۔ آمین۔ آمین۔ بتصدق پنجتن پاک۔ دوازدہ امام۔ چہاردہ معصوم۔

ب۔ ہاں فلانے میر جہال سے کہدینا کہ اماباڑے میں آج ایک مجلس تو کردیں اور
سارے مرثیہ خوان وکتابخوان حاضر رہیں۔ میں بھی بشرط فرصت شریک
مجلس ہونگی۔

خ۔ آداب بجا لاتا ہوں۔

دوا۔ الحمیدن یہ دعا مستجاب ہوتی ہے۔ خانصاحب بندگی۔ امام ضامن کی نگہبانی

چوتھا حصہ

(خانصاحب کا گھر)

خ۔ پلنگ پر پگڑی رکھکر لیٹ گئے (بی بی سے) تمنے سنا آج تو اچھا سامان ہوگیا ہے
ایکدفعہ ہی ذرا سا مقدمہ رہتا ہے خدا نے چاہا تو اسی مہینہ میں امام باندی
کی شادی سے فرصت ہوجائیگی۔

ل۔ بی بی۔ تم روز ہی ایک خبر تازہ سناتے ہو چار برس سے تو میں سنتی ہوں
فلاں مہر کے کرنے کو تیار ہو جائیگا۔ اب کی شادی ہو جائیگی۔ اسے میں جانتی

ہون تم ہزار پہ مین جھوٹ کتنا بولنے لگے ہو۔

خ۔ خدا کی قسم جھوٹ نہین۔ یہ دیکھو ہزار کا نوٹ جیب سے نکال کے)
(دکھا کر) یہ تو گویا پہلا لقمہ ہے ابھی اور بہت سے تر لقمے باقی ہین۔

ب۔ ایک پرزے کاغذ پر اتنا اترانا۔ خدا جانے کہان سے پھٹا پرانا
چھاپے کا کاغذ اٹھا لائے ہو اور مجھے فریب دیا چاہتے ہو۔ مین ایسی بھولی نہین
کہ تمہارے جھانسے مین آ جاؤن۔ شادی کراؤ گے تو اپنے بیٹا بیٹی کی۔ اور نہ
کراؤ گے تو اپنے بیٹا بیٹی کی مجھے اس سے کیا۔

خ۔ نہین نہین مین سچ کہتا ہون مذاق سے نہین کہتا۔ دیکھو تو یہ دو ہزار
حرف مین بھی لکھا ہے۔

ب۔ چلو ہٹو مین کیا جانون۔

خ۔ خدا کی قسم ایک معاملہ ۔ ۔ ۔ دربار کا ہاتھ لگا ہے۔ ابھی بہت کچھ
ہاتھ لگے گا۔ یہ تو ہزار کا نوٹ شگون ہے۔

ب۔ یہ شگون اور چوچلے اپنی بیٹا کو جا کر دکھاؤ جنکے کام آئے گا۔ اور
جنکے زیور اس سے بنین گے خدا نہ کرے کہ تمہارا روپیہ میرے بچون کے اور
میرے کام آئے تمہارے گھر آ کر خوب خوش ہو لی۔ اور خوب مزے کئے
کوئی ہوس باقی نہین ہے۔ اب خدا مجھے عزت کیساتھ اٹھا لے۔

خ۔ خدا کی قسم یہ بدمزاجی مجھے بالکل پسند نہین۔ کیا قرینہ ہے نکالا۔ جب
آؤ یہی طعن تشنیع۔ مین نے آپکا کیا بگاڑا ہے۔

ب۔ اپنے دل سے پوچھو۔ مجھ مصیبت زدہ کا تم کیا بگاڑو گے۔ خدا ہی نے
بگاڑ دیا۔ نہین تو کیون تمہارے گھر کی لونڈی نوکری آج نصیب ہوتی۔

(خانصاحب کا گھر)

خ (بیوی سے) ہوش کی خبر لو۔ کون سی بات مجھ سے کہی ہے کہ آپ جامے
سے باہر ہو گئین۔ ہنسی ٹھٹھے دیتے جلتے ہین۔ اور آپ الٹی باتین سنائے

جاتی ہین ۔ اگر ایسا ہی سر پر گھر کو اٹھا تمہے تو بسم اللہ آپ اپنے اماں
باوا کے یہان تشریف لیجایئن یہان کسی کی دلا کھنا جنگلی کی فرصت نہین ۔
ب ۔ بہت خوب تانت باجی ۔ راگ بوجھا ۔ بندیکو یہان کھڑی پانی تو پینا ۔
نہین ۔ ایسے ایسے وش گھر جوتی کی نوک پر مارتی ہون ۔ اپنی ٹوٹی جوتی پر بہولا
بندی ڈولی دولی کی بہی پرواہ نہین کرتی ابہی چادر اوڑھ کر گھر کو آگ لگا کر
اپنے میکے کی راہ لیتی ہے ۔ تو جانے تیرا کام جانے تیرے بچے جانین ۔
خ ۔ ماشاء اللہ طبیعت بہت گرما گرم ہے ۔ دن دوپہر سرباز ار نکلنے کے
ارادے ہین ۔ سلامتی سے حوصلے بہت بڑہے ہوئے ہین ۔ کل کو سرکاری بگھی
کے ساتھ ماتم برداری کو جاوے گا ۔ سب کے سامنے تو یہ جنگ و ناموس بتیاتا
ہو تمہے کل کے دن اگر آنکھ بند ہوگئی تو خدا جانے بی صاحب کیا اس عزت کے
دہاڑے کرینگی ۔
ب ۔ عزت حرمت گئی جوتی سے ۔ صدقے سے ۔ بیزار سے تاک کے میری بلا
سے ۔ جو تم کو ایسا ہی عزت کا لحاظ ہوتا آجکو میرا کلیجہ کیون پکاتے ۔
(راہ سنو) بات پر بات کہی جاتی ہے جیسا سوال ویسا جواب ۔ گرمی کیا ہو
تم سکتے ہو ۔ ساون کی روئی کو ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے ۔ تمکو جیسی گرمی ہے جانتے
ہو سکو ہے ۔ بال سفید ہوگئے ۔ خضاب پر خضاب ہو ۔ باجے ۔ دانت ٹوٹ
گئے تار دونے بند ہونے جاتے ہین ۔ بڈہا حوصلہ جنازہ کے ساتھ تمہارا
یہان مجھے کون سا سکھ تھا ۔ جو کسی دن گھڑی بھی خوش ہوتا ۔ تیرہ برس کی عمر سے
تمہارے پلے پڑی ماں باوا نے جھونکا تھا ایک روز بھی اچھا
کھایا پہنا عیب نہ ہوا ۔ وہ کہتے نہین ۔

لکڑی جل کوئلہ بہئی اسکو لا جل راکھ
میں بپاپن ایسی جلی کوئلہ ہوئی نہ راکھ

روز ایک نہ ایک دکھ بی کو تھا ۔ ہان لونڈی ہی کو توکری ہے ۔ لونڈی

ری تو رات بہرکو لونڈیوں کی گلیوں مین جوتیان چٹخاتی پہرتی ہے۔ لونڈی ہی کو تو شرابخوانون اور مدک خانون سے لاش کیطرح اوٹھا کر لاتے ہین۔ لونڈی ہی بال بچون کو چہوڑ چہاڑ چار رفہ جادی کی کوٹھی مین بند رہتی ہے تعجب ہے تمہاری اس حیا زندگی پر کہ بڑہاپے کی شرم تمکو نہین اور ذرا ڈہٹائی تو دیکھو الٹے ہمین سے دیدہ دلیلی کرتے ہو۔ اب یہ لو شربت ہے۔ گہونٹ کیون پیئے جاتے ہو۔

خ۔ بس۔ بس زیادہ زبان درازی اچہی نہین۔ ذرا ہوش کی باتین کیجیے اتنا ہو دل نہ جلایئے۔ اگر مین عیش کرتا ہون تو تمہارا اسمین کیا بگڑتا ہے کچہ مین تمہارے باپ دادا کی کمائی تو پہونکتا نہین۔ تم غصے سے نان پاؤ کیطرح۔ کیون پہول جاتی ہو۔ تمکو اپنے کہانے کپڑے سے کام ہے یا تم میری اتالیق ہو۔

ب۔ احسان فراموشی اسکو کہتے ہین مین کیا اپنے گہر سے ننگی بہوکی آئی تہی ہزارون روپیہ کا گہنا تو تم ہی نے پہونک دیا اور آج پہر باپ دادا کا الاہنا بہی دینے کو طیار ہوگئے۔ خدا کی قدرت جو خدا دکہلائے۔

سہ ان نینون کا یہی بسیکہ
یہ بہی دیکہا وہ بہی دیکہہ

اور روز محشر کو۔ کہینا میرا ہاتہ تمہارا گریبان ہوگا۔ فقط مجہے کوئی سواری منگوا اب ایک دم تمہارے گہر میں رہنا کٹہن ہے۔ ہر خدا صاحب کی طرادی دربار ہی ہمکو تہی۔ یہان گہر کی ملکہ کے آگے سب سستی بہول گئے۔

خ۔ اچہا اس کا مضایقہ نہین۔ صاف یہی کیون نہین کہہ دیتی ہو میکے جاؤ تمکو خیر مین پالکی منگوائے دیتا ہون آپ شوق سے لیجایئن۔ اور اب تمہارا رہنا یہان مناسب نہین۔ خدا جانے اگر مجہے کسی روز غصہ

آگے تو کیا ہوگا۔

ب۔ آپکا قصہ بڑا ہو یا بھلا بندی بھی جان دینے کو تیار بیٹھی ہے ایسی بیہیا زندگی سے مرنا ہی بہتر ہے۔ اس سے کیا اگر میں ایسی ہی اجیرن ہو گئی ہوں تو کسیدن سنکھیاں دے دو۔ اب مجھے ایک ایک دن کی زندگی بھی دوبھر ہے۔ جلتے جلتے کلیجے میں لاکھوں داغ پڑگئے۔ اب برداشت کی طاقت نہیں ہے

(بیوی صاحب۔ رونے لگیں۔)

خ۔ رنڈی بھی آفت ہے۔ جب کہو تو موجود۔ یہ بندی ہے گھر کا بھکوا اچھا خاصہ بیٹھا بٹھایا خانہ ہے کیسے تماشائیوں سے کان کاٹے۔

ب۔ تمہارے کنبے میں شاید کوئی کنجڑا قصائی ہوگا۔ جب تو جھوٹے ہی وہی زبان پر آگئی ہے۔ میری تو ساتوں پیڑھی میں کوئی کنجڑا قصائی تھا نہیں

خ۔ جی ہاں کیا کہنا ہے۔ آپ تو آصف الدولہ کی اولاد ہیں نا۔

ب۔ جی نہیں آپ تو واجد علی شاہ کے پوتے پڑپوتے ہیں۔

(چمن دائی) میاں! میاں! میں کہتی ہوں۔ یہ ہے کیا۔ اے میاں! اے میاں بس بس۔ اب جانے دو۔ تو تو میں میں سے حاصل ہی کیا۔ بے ناحق کو رنج ادھر ہوگا۔

خ۔ کیا میں نے مچائی ہے

چ۔ سنئے تو باہر دروازے کچھ لوگ آئے ہیں۔ آپکو جلدی بلاتے ہیں۔

خ۔ کون کون آیا ہے۔

چ۔ دو تین تو آدمی ہیں اور ایک موٹا بڑا لمبا سا مرد ہے۔

خ۔ ارے امیر صاحب وغیرہ آئے ہونگے تو جا باہر کا کمرہ کھولدے۔ میں ابھی آیا (بی بی کیطرف مخاطب ہو کے) اٹھو ذرا گلوریاں بنا کر جلد بھیج دو سرکاری صاحب لوگ آگئے ہیں۔

ب۔ مجھ سے اب گلوری نہیں بن سکے گی۔

(آدھ سر دیکھکر) کو لو تولے گلوری بنوا کر منگوا لیجئے۔

خ۔ بہت خوب۔ مسکراتے ہوئے باہر چلے جاتے ہیں۔

خ۔ میر صاحب اور مرزا صاحب کو بندگی۔ لیجئے آپ لوگ بھی وقت سے پہنچ ہی گئے۔ آج تو آپ لوگ ہمارے شاگرد ہونگے خوب ادب سے اور قاعدے سے سامنے بیٹھے۔

میر صاحب۔ جی ہاں اوستاد آپ بھی ادسی قسم کے اوستاد ہونگے جیسے میاں سنبھو مرزا صاحب کے کسی فن میں اوستاد ہیں۔

مرزا صاحب۔ جی ہاں اُس فن میں تو خانصاحب کو کمال ہے۔

میر صاحب۔ آیئے خانصاحب تشریف لایئے۔ اب کچھ آپ سے مطلب کی باتیں ہوں۔ واللہ یار تم تو اسطرح نلوہ ہزار کا نوٹ اڑا لائے کہ میں تو غش غش کر گیا۔

مرزا صاحب۔ خیر وہ تو جو ہوا سو ہوا۔ اب بے ہماری تائید کے بات نہ بنے گی۔

خانصاحب۔ ہاں بھی واللہ میں تو تم لوگوں کا بدل شکور ہوں کبھی احسان نہ بھولوں گا۔

مرزا صاحب۔ خیر اس ہزار کا حصہ تو لایئے پھر پیچھے دیکھا جائیگا۔

خانصاحب۔ مجھے کیا عذر ہے۔ بسم اللہ۔

میر صاحب۔ کتنا کتنا حصے لگا۔

مرزا صاحب۔ یہ تو سہل بات ہے معمولی قاعدے کے مطابق چاروں یا برابر بانٹ لیں۔ فی شخص ڈھائی ڈھائی سو۔

میر چاقی صاحب۔ نہیں بابا انصاف کے ساتھ حصہ لگانا چاہیئے آخر خانصاحب کی حق اُنسی کی بھی رعایت تو ضروری ہے۔ ساری محنت ساری جانفشانی ساری کاوش۔ ساری جانفشانی ساری پریشانی تو ادس

شخص میرے ہم لوگ تو صرف مانو اور اہ ہان ہان ہان ملانے والے ہین۔
بھئی خدا کو جان دینی ہے۔ ایمان نہ چھوڑنا۔

خانصاحب۔ ان صاحب ہر کام انصاف کے ساتھ کرنا چاہیے۔
قدیمی قاعدے کے موافق تو اس طرح سے حصہ لگانا مناسب ہے۔

میر صاحب۔ وہ قاعدہ کیا ہے۔

خانصاحب۔ نصف ہمارا اور نصف مین سارے مصاحبین اور
دیا بھی۔

مرزا صاحب۔ ہان پہلے تو یہ بتایئے کہ بکی کسقدر تخمینہ آپنے کیا ہے۔
پھر بعد اوس کے فیصلہ ہو جائے گا۔

خانصاحب (انگلی سے بتا کر اور مسکرا کر) پانچہزار درم نقد۔

میر صاحب۔ ہان واللہ!!! ہاتھ مارا ہے تو جیتا رہ۔

خانصاحب۔ اسمین کیا منت یہ بندہ ہی کی جو شہے۔ سے کم کہانا تو
حرام ہے۔ آخر اتنی بڑی سرکار کی نوکری کس لئے کرتے ہین۔

میر صاحب۔ جی ہان جا۔ شیخون کی اگر یہ روش نہ ہو تو دربار کیا۔ کچھ نہیں
مصاحبین کا تو دربار ہے نہین آخر ہاتھی بیٹھے پر بھی سوا لاکھ کے لگے گا۔

مرزا صاحب۔ لو اب ہم انصافاً اور دیانتاً فیصلہ کئے دیتے ہین۔

میر صاحب۔ وہ کیا اور کیونکر۔

مرزا صاحب۔ خیر بھئی وہ پرانا طریقہ سہی۔ اچھا آو نصف نصف
لک ملا تو ہم جا ملون۔

خانصاحب۔ مجھے تو کسطرح عذر نہین ہے۔

میر صاحب۔ پھر لوٹ تقسیم کیونکر ہو گا۔

مرزا صاحب۔ ایسی جلدی کیا پڑی ہے۔

خانصاحب۔ بہتر تو یہ ہے کہ ابھی سب تقسیم کر لیا جائے۔

پہلے آدمی ہوتے دوپہر ایک روز میٹھہ کر بانٹ لینگے۔ کہیں بھاگا تو جاتا نہیں ہون۔

مرزا صاحب۔ ہکو منظور۔ کہئے میر صاحب آپکی کیا رائے ہے۔

میر صاحب۔ بندہ تو برابر البضاعین ہے۔

خانصاحب۔ ہان صاحب جس امر کے لئے آپ لوگون کو بلایا ہے اُس کی فل بنچ (اجلاس کامل) تو ہولے۔ پھر گپ شپ ہوگی۔

مرزا صاحب۔ وہ کیا ارشاد ہو۔

خانصاحب۔ وہ یہ کہ کل ۱۰ ہزار کس طرح سے جتنے جُڑ میں۔

میر صاحب۔ آپ ہی فرمائین کیا ترکیب کیجائے۔

خانصاحب۔ ترکیب تو نہایت ہی سہل ہے۔ کل کچہری کے وقت کے قریب انسان دخیران ایک پریشانی کے عالم مین زنانی ڈیوڑھی پر پہونچے اور بیگم صاحب سے کہلا بھیجے کہ عملون کی رشوت اور کونسل کی فیس کے لئے ۱۰ ہزار روپیے کی اشد ضرورت ہے اور معاملہ بگڑا چلا جاتا ہے اور کیا تعجب ہے کہ نواب کے نام گرفتاری کا وارنٹ ہوجائے۔

میر صاحب۔ سبحان اللہ کیا بات نکالی ہے۔ بہت خوب کل لیجئے مگر یار اتنی رقم رکھینگے کہان۔

خانصاحب۔ یہ کون مشکل بات ہے۔ آپ سیدھے گھرداس مہاجن کی دوکان پر چلے جائیگا۔ اور میرا نام لکھکر امانت رکھدیجئے گا وہ ہمارا پرانا مہاجن ہے۔

میر صاحب۔ بھلا پتہ کیا ہے۔

خانصاحب۔ بانس منڈی کی گلی نمبر ۲۲۳۔

میر صاحب۔ آپ ایک پرزہ لکھدیتے تو خوب تھا۔

خانصاحب۔ بہت خوب ذرا دوات قلم لیکر) ابھی لکھے دیتا ہون۔

(دکھلاکر) یہ لیجئے رقعہ اس کو دیجیے گا۔

میر صاحب۔ اب مجھے کوئی تردد باقی نہیں رہا۔

صاحب خانہ۔ کچہری کا کام میں کرلونگا اور میں آپ لوگوں کی شرکت کی ضرورت نہیں۔ مگر ایک ہفتہ کے بعد ضرور۔ کل آپ لوگ یہاں حاضر رہئے گا میں بھی دوسرے روز صبح معاملے کی سرسبزی کا مژدہ لیکر پہونچونگا۔

میر صاحب۔ اے بھلا اس وقت ہم نہ حاضر ہونگے تو اور کون منتظر رہیگا۔

مرزا صاحب۔ دیکھنا تو ہم کل کس مزے سے تمہاری پیٹھ ٹھونکتے ہیں۔

میر صاحب۔ بس اب تو گفتگو ہو گئی۔ رات بھی زیادہ آگئی ہو چلو ایک ایک دم دو دو چسکی کا چلجاوے۔

مرزا صاحب۔ بہت خوب۔ کیا مضائقہ۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔

خانصاحب (افیون کی ڈبیا بکس سے نکالکر) یہ لیجئے افیون حاضر ہے (زور سے پکار کر) ارے کوئی ہے افیون کی پیالیاں اور پانی کا لوٹا لاوے۔

چھمن دائی۔ لائی میاں لائی۔

خانصاحب۔ ہاں جھوکے سے کمرے کر دو چار آنے کی ابھی شیرینی بھی بازار سے دوڑ کر لے آئے۔

میر صاحب۔ کہئے کہ برفی لائے۔

صاحب خانہ۔ بہت خوب (پکار کر) بھئی برفی لانا۔ الغرض چسکی شروع ہوئی۔ برفی کی چکوتیاں ہو رہیں۔ ہمیں چلنے کی پڑی۔

مرزا صاحب۔ لو بھئی آؤ چسکی دہو لو۔ حقہ دو قش پی کر چلیں۔

میرجانی صاحب۔ ہاں صاحب رات زیادہ آگئی ہے۔ اب جلسہ برخاست ہونا چاہیئے۔

خانصاحب۔ پھر شب بھر کہاں رہیے گا۔

میرجانی صاحب۔ وہ شہر بھر کا آدم راسخ دست۔ ملک سند [illegible]

نیست ۔ پائے گراں لنگ نیست ۔ اب یہاں سے نکلیں تو پھر دیکھا جائیگا آج کی شب کہاں بسر ہوتی ہے ۔

مرزا صاحب ۔ چلو یار مجھوے بازار چلیں ۔ وہاں نوروزی جان کے کوٹھے پر چین سے ہوائیں سونگھینگے ۔ اور ذرا اوسکی باتوں میں جی بھی بہلے گا ۔

میر صاحب ۔ ع ۔ اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی ۔ ہاں بھئی واللہ کیا بات کہی ۔

میر جانی صاحب ۔ ہاں واللہ اوس سے عمدہ کوئی آرامگاہ نہیں ۔

میر صاحب ۔ وہاں اکثر چند شورے پشت لونڈے پیتے کہاتے رہتے ہیں کہیں وہ آن کر نہ ستائیں ۔

مرزا صاحب ۔ ستانے کی خوب کہی ۔ کیا ہم لوگ دل ہیں کیا ہمکو کہانے پینے کو کسی نے منع کیا ہے ۔ اگر وہاں ایسا رنگ ہوا تو ایک بوتل ہم لوگ بھی منگا لینگے ۔

مرزا صاحب ۔ بے حضت رخصت ۔

میر صاحب ۔ خدا حافظ ۔ بندگی عرض ہے ۔

میر جانی صاحب ۔ تسلیم ۔ امام ضامن کی ضامنی ۔

پانچواں حصہ

(کچہری)

خانصاحب (پیادہ عدالت سے) ارے میاں قنبر کو چپراسی کو تو نے دیکھا ۔

پ ۔ ابھی تو تھا وکیلوں کے کمرہ کے پاس ۔ (پیادہ تعلق سے وہی تھے جو سمن لیکر گیا)

خانصاحب ۔ ان سمّی زری بتاتا ۔

پ ۔ اوس روز تو دونی بھی شاید لگا ہو اسرکی ممت کام لیا جا رہا ہو ۔

خ ۔ نہیں ۔ نہیں ۔ مفت نہیں ۔ معاملہ تو طے ہو جانے دو

پ۔ تیے تیے ادہر آیئے [illegible] سے کیطرف لیجاکر اور انگلی سے بتاکر۔ وہ دیکھو پیڑ کے نیچے بیٹھا ہے۔

خ۔ ہاں۔ ہاں بس واہ بڑا کام کیا۔ بس اب دیکھ لیا میں ذرا سر ٹیک ہو گیا [illegible] صاحب [illegible] تو [illegible] دینا اور کہنا کہ میں آ رہا ہوں [illegible] مجھے [illegible] کچھ لینے [illegible] ہے

پ۔ بہت خوب۔

نما نصاحب۔ آؤ میاں کے پاس جا کر [illegible] ادہر [illegible] تو [illegible] سے پیر [illegible] آپ یہاں موجود [illegible] ادہر تو آؤ۔

غفو۔ کہئیے کیوں بیٹے؟

خ۔ [illegible] اب تو [illegible] جب [illegible] کیا [illegible] کی ناقص ہے

خ۔ [illegible] صاحب [illegible] بیٹے کا [illegible] کر [illegible] کی [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] پائی ہے۔

خ۔ [illegible] صاحب [illegible] آج [illegible] ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا [illegible] گہر [illegible] کر [illegible] بات [illegible] تو [illegible]

غفو۔ [illegible] مطلب [illegible] ہم [illegible] گہر چلے جائیں گے۔

خ۔ بہتر تمہارا کہنا [illegible]

غ۔ چلئے چلا [illegible]

خ۔ [illegible] چلو۔ تو چکر۔ یہاں [illegible]

غ۔ مجھے [illegible] ہوتا ہے [illegible] گاڑی میں [illegible] گا۔

خ۔ اچھا جاؤ۔

خانصاحب۔ (پیادے کو پکار کر) جیمس صاحب آئے۔

پ۔ ہاں حضور وہ تو دس منٹ سے آپکے واسطے ٹھہرے ہیں۔ آئے۔

خانصاحب۔ ابھی آیا (زینے سے بالاخانے پر گئے)

خ۔ سلام صاحب۔

جیمس صاحب۔ ول خانصاحب سلام [illegible]

خانصاحب۔ آپکی مزاج بہت اچھا ہے۔

ج۔ کیا مانگتا ہے۔

خ۔ ایک [illegible] معاملہ ہے۔ [illegible] حاضر ہے [illegible]

(اشرفی) حاضر ہے۔

ج۔ [illegible] ہم نہیں [illegible] گا۔ [illegible]

خ۔ [illegible]

ج۔ [illegible]

[illegible]

خ۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ج۔ ارے ہم نہیں [illegible]

[illegible]

خ۔ یوں آپکی خوشی [illegible] لوگوں [illegible] سکتی ہے [illegible]

ج۔ اچھا ہم نواب کو لکھے گا۔

خ۔ بہت خوب۔ جب جی چاہے۔ اس مقدمہ کو تو [illegible] لیجیے۔ اب وقت کم ہے

کوئی دم میں پکار ہوگی اور دو نمبر باقی ہیں۔

ج۔ مول ہم ایک گولڈ موہر اشتہار نواب کا معاملے میں نہیں لے گا۔

خ۔ خیر لیجئے ۵۰۰ روپے کے نوٹ حاضر ہیں اب تو چلئے۔

ج۔ اچھا پکار پر ہم پیروی کرو۔

خ۔ بہت خوب۔

پ۔ خانصاحب، خانصاحب، اب ایک نمبر باقی ہے۔

خ (اینٹھتے ہوئے وکلا خانے میں اچھلے چلے حضور چلئے اب مقدمہ کھڑا ہوگیا۔

جمیس (ساتھ ساتھ جلدی جلدی اجلاس کی طرف آنے میں) کیا مقدمہ ہے۔

خ۔ مقدمہ کچھ بھی نہیں کوچبان نے اپنی تنخواہ کی نالش کی تھی سو اب غیر حاضر ہے اور معاملہ جھوٹ ہے۔

ج۔ (وہ کبھی ایسا معاملہ جھوٹ نہیں ہے تم جھوٹا لگا کر بدمعاشی کرکے بگاڑتا ہے (مسکرا کر)

خ۔ ایگنسور مجھے کیا سروکار۔ ایسا ہوتا تو آپ کو وہ اشرفی میں کیوں دیتا بلکہ بھگتنے کا آنہ تھا۔

پ۔ غفور مدعی حاضر ہے! غفور مدعی حاضر ہے غفور مدعی حاضر ہے۔

(جمیس، اجلاس پر حاضر ہوئے اور خانصاحب بھی۔)

خ۔ کچھ کہئے نا۔ پکار تو ہوگئی۔

ج۔ چپ کرو؟ ہم حاکم بولے گا۔

خ۔ کچھ کہئے بھی تو۔

ج۔ اچھا تو نا، صبر کرو۔

(اجلاس کی طرف مخاطب ہوئے انگریزی میں کچھ گٹ پٹ)

حاکم۔ مقدمہ حاضر۔

سرشتہ دار۔ مقدمہ حاضر نہیں ہے۔ اور نہ وکیل مدعی حاضر ہے۔

حاکم ۔ اچھا خارج ۔

ج ٹھنیک یور آنر ۔ (خانصاحب سے) چلو کمبخت بیٹ گیا باہر چلو ۔

خ ۔ خدا آپ کو جیتا رکھے واللہ آپ کمال کرتے ہین ۔ رخصت ہوتا ہون اب سرکار مین جاکر یہ خوشخبری دون ۔ سلام صاحب ۔

ج ۔ اچھا سلام ۔ سلام ۔

چھٹا حصہ

نواب صاحبکا مکان

نواب ۔ میر صاحب کےبجے ہون گے ۔

میر صاحب ۔ ۱۱ بج گئے ۱۲ کا عمل ہے واللہ آپ بھی بیگی تلی بتاتے ہین ۔ ارے اندرسے گھڑی کا بکس تو منگوائے ۔

میر صاحب ۔ بہت خوب ۔ منحوس اندر سے سرکاری گھڑی کا بکس منگوا ۔

منحوس ۔ بہت خوب ۔

ن ۔ اب مقدمہ پیش ہوگا خدا ہی خیر کرے ۔

مرزا صاحب ۔ حضور کچھ بھی تردد کا مقام نہین ۔ خانصاحب نے ایسا بندوبست کیا ہے کہ چٹکیون مین معاملہ جیت جائیگا ۔ ہان صاحب ہمارے کونسلی مین اون کی بحث جادو کی کشش ہے کیسے کیسے بگڑے مقدمے کو وہ اک آن مین درست کرلیتے ہین اور یہ مقدمہ تو عنایت ایزدی سے جاندار ہے

ن ۔ حاکم حقیقی کے ہاتھ آج ہماری عزت ہے سچ ہے وکیل وغیرہ پر تکیہ نہین جو کچھ ہو سب عنایت ایزدی پر ہے ۔

مرزا ۔ بیشک یہ تو حضور کا فرمانا بجا ہے مگر تدبیر بھی تو آخر کوئی چیز ہے دنیوی امور مین تدبیر بھی ضرور ہے

ن ۔ ہان یہ تو صحیح ہے مگر مجھے اسوقت اسقدر اضطراب ہے کہ عالم الغیب ہی خوب جانتا ہے ۔

مرزا۔ بجا ارشاد ہوتا ہے۔ تردد کا تو مقام ہی ہے سنتے ہیں میر صاحب ہاتھ
کانپتے۔ بدحواس۔ منہ کمہلائے۔ زنانی ڈیوڑھی پر پہنچے۔ میر صاحب
ارے بھی ڈیوڑھی بان۔ میرے پیٹ میں سانس نہیں سماتی۔ ابھی کچہری سے
چلا آتا ہوں۔ ذری مجیدن کو آواز دیدو۔ کہو جلدی آئے۔

ڈیوڑھی بان۔ مجیدن۔ مجیدن۔ بوا مجیدن ذرا سامنے آؤ۔ آواز آئی کون ہے
کون پکارتے ہیں۔

ڈیوڑھی بان۔ میر صاحب کچھ کہنے کو آئے ہیں۔

مجیدن۔ آئی آئی۔

دوڑی مجیدن بدحواس دوپٹہ سنبھالتی جلدی اوڑھتی پائنچے گرتی پڑتی کہ میر صاحب
خیر تو ہے۔ مصیبت کی دو۔

میر صاحب۔ کہوں کیا۔ تم تو اپنے نہیں معلوم ہوتے۔ خدا ہی جانے
تم جانتی ہو کہ سامنے دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوتا ہے۔ بڑی بیگم صاحب
سے جا کر عرض کرو۔ خانصاحب نے بھیجا ہے۔ کچھ عرض کرنا ہے۔

مجیدن (زار قطار روتی ہوئی) بیگم۔ بیگم۔ میر صاحب کچہری سے آئے ہیں
مقدمے میں اپنا بگڑ گیا ہے خانصاحب نے کچھ کہلا بھیجا ہے۔

بڑی بیگم صاحب۔ میر صاحب میر صاحب۔ کہو خیر تو ہے۔ مجیدن نے تو
ایسی بات سنائی میرے تو آئے ہوئے حواس جاتے رہے۔

میر صاحب۔ حضور کیا عرض کروں۔ مقدمہ مٹی خراب ہے۔ دوسروں نے بھی ایک
انگریزی وکیل کیا ہے۔ مقدمہ بگڑتا چلا جاتا ہے اور عجب نہیں نواب صاحب کے نام
گرفتاری کا وارنٹ جاری ہو۔ خانصاحب پر کیا۔ اہل و عیال سب کے ہاتھ
پاؤں پھول گئے۔ خانصاحب نے آداب عرض کہا ہے۔ اور کہلا بھیجا ہے کہ کلام تو کم
ہوتا ہے حضور میں اطلاع کیے دیتا ہوں۔ جہاں تک کلام کے انتہا میں تھا کوئی
بات اوٹھا نہیں رکھی۔ مقدمے کی صورت بگڑی جاتی ہے۔ ایک صورت

اگر گنٹہ آدھ گھنٹہ میں چار ہزار کی صورت ہو جائے تو کونسلیون کو فیس اور عملون کو
رشوت دے دلا کر کچھ معاملہ تھمے کچھ نہیں پیشی پڑ جائے پھر ہم دیکھ لینگے
اور اگر خدانخواستہ سرکار کچھ اسطرح کچھ ہوا تو مین وہین سے ادھر ہی کہین کا منہ کرکے
چلا جاؤنگا۔ ہاں بچے سب چھوڑ دونگا۔

بیگم صاحب نے زانو پہ ہاتھ مار کر منہ لپیٹ لیا۔

بیگم صاحب۔ اے ہے میری عزت گئی۔ اس موئے کو زبان کا جنا۔ نکلے
میرے بچے کو چونڈ پیا دیا۔

میر صاحب میرے پاس نقد تو ہے نہیں اسباب ہے۔ روپ چند کے یہان
چار ہزار پر رکھ آؤ۔

میر صاحب۔ بہت خوب۔ تو جلد دیجئے۔ ابھی اور دیر ہو گی۔ بیگم صاحب
نے زیور جیدن کے ہاتھ دوست دو ہاتھ کے کام کے ایک چمپاکلی ایک
چپکا ایک جوڑی کڑون کی۔ یہ سب جڑاؤ ایک موتیون کا ہار۔ جیدن کے
ہاتھ بھیجدیا۔

میر صاحب۔ (جیدن سے) تو مین جاتا ہون ابھی دیر ہو گی صرف گھنٹے ڈیڑھ
گھنٹے کی مہلت ہے مگر ان دکھو بچے آتا ہون کے جاتا ہون ابھی نوابصاحب
کو خبر کر دو خفقانی آدمی گھبرا اٹھینگے کہ جیسے مین کوئی تلنگہ پڑ جائے گا۔ میرصاحب
یہ کہکر چلتے ہوئے ہین تو ایک دوست مہاجن کے یہان پہونچے۔ پندرہ ہزار کا
مال چار ہزار پر بیٹک روپے۔ جگوداس مہاجن کے یہان خانصاحب
کا نقد دے کر جمع کر دیا۔ پھر نوابصاحب کے دربار مین حاضر ہوئے۔

نوابصاحب۔ میر صاحب آئے آئے۔ ارے بھئی کچہری سے آتے ہو کہو
مقدمے کا کیا حال ہے۔

میر صاحب۔ حضور کیا عرض کرون کچھ کہا نہین جاتا۔ مقدمہ بگڑتا جاتا تھا
خانصاحب نے ڈیوڑھی پر اطلاع کرائی۔ بڑی بیگم صاحب نے اسباب بھج

کرا گئے چار ہزار روپیہ کونسلیوں کی فیس اور عملوں کے عوض کرنے کو ابھی گلا پھاڑ کر دے آیا ہوں۔ اور میرے سامنے کونسلیوں کو وکالتنامے میں تقسیم کر دیا گیا۔

حضور کیا عرض کروں ہجوم بہت تھا آج سارا کلکتہ اس مقدمے کے دیکھنے کو گیا ہے۔ اور وہاں کو۔ شہر میلے کی سی کیفیت ہے۔

ن۔ ہاں (اوپر نظر اٹھا کے) اے خدا تیرے ہی ہاتھ عزت ہے۔

(میر صاحب و منشی دوسرے کمرے میں چلے گئے)

مرزا۔ پیر و مرشد بڑے بڑے مختار کہتے تھے کہ ایسا ہجوم کبھی انہوں نے اپنے ہوش میں نہیں دیکھا۔ آج کلکتے میں گاڑیوں کا ایک ٹھٹ بندھ گیا ہے۔

ن۔ واقعی یہ ایک یادگار مقدمہ ہوگا۔

مرزا۔ اے حضور کل ہی چھاپوں میں چھپ گیا۔

ن۔ میرا دل بہت گھبراتا ہے۔ دو پیادوں کو دوڑا دو۔ اور ان سے کہہ دو کہ خضر پور کے پل پر جا کر بیٹھیں اور جب خانصاحب کی گاڑی نظر آئے دوڑ کر خبر دیں

مرزا صاحب۔ اے بجا۔ حضور کے فرمانے کی بات ہے۔ یہاں سے خضر پور تک پیادوں کی ڈاک بیٹھی ہوئی ہے۔ ادھر خانصاحب کچہری سے سرسبز و بامراد نکلے ادھر تار برقی کی طرح دم سے خبر ہو گئی۔

ن۔ خیر جو ہی کسی سے کہہ دو کوٹھے پر چڑھ کر دیکھے بگھی گاڑی تو نہیں آتی۔

مرزا۔ بہت خوب۔

ن۔ ہاں میر صاحب کہاں ہیں۔ اے بی تو میرے پاس سے اللہ جانو۔

میر صاحب۔ اے حضور میں کیا بیکار ہوں گھر میں استخارہ دیکھ رہا ہوں۔

ن۔ ہاں استخارہ دیکھا معلوم ہو کہ اب کیسا استخارہ آیا۔

میر صاحب۔ بیٹھئے تو ایک گول جواب ملا۔ ابھی دوبارہ استخارہ کر رہا ہوں

مرزا صاحب۔ بسم اللہ۔

نصیبن - حضور گھڑی حاضر ہے۔
ن - ہان لاؤ - (ادہر لاؤ گھڑی کھول کر) مرزا صاحب ماشاءاللہ واہ آپ تو خوب
وقت پہچانتے ہین کمال ہے لیجئے اب ایک کا عمل ہے۔
مرزا - ایک ہین - یہ کیا - شاید حضور کی گھڑی ناشت ہے۔
ن - اے سبحان اللہ کیسے کی گھڑی غلط اور آپ کا اندازہ درست یہ طرفہ ماجرا ہے
ہان میر صاحب استخارے مین کیا آیا ؟
میر صاحب (چینک سے چونک کر آہستہ سے) جی ہان - ابکی تو الحمدللہ فتح آئی۔
مرزا صاحب - فتح !! ایک تعجب کی ادا سے -
میر صاحب - ان فتح - فتح - فتح -
مرزا صاحب - مبارک باشد - اب فتح ہونے مین کیا شک ہے حضور اب
بندہ کو کامل تسکین ہے جاؤن بڑی بیگم صاحب کی حضوری مین یہ مژدہ پہونچا
آؤن - چھوٹی بیگم صاحب اور بڑی حضور نے ابھی تک خاصہ بھی تناول نہین
فرمایا محل مین گویا سب کے سب ابھی تک روزہ دار ہین -
میر صاحب - کیون نہو یہ معاملہ ہی ایسا تردد انگیز ہے جو کچھ اضطراب
بڑی حضور کو ہو وہ تھوڑا ہے -
دوا مجیدن - (دروازے کے پاس آکر دور سے) مرزا صاحب ا مرزا صاحب
بڑی سرکار نے دریافت فرمایا ہے کہ کچہری سے کوئی خبر آئی -
مرزا - نہین ابھی تک کوئی نہین پھرا - ابھی ابھی دو پیادے روانہ کئے ہین -
دولہ خدا کی مدارات پیادون پر - جو سوا جاتا ہے - وہ گویا لندن جاتا ہے پھر آنیکا
نام ہی نہین لیتا ہے - خدا ایسے نگوڑون کو غارت کرے بڑی چیز کی قسم اب جگر
ہلا جاتا ہے ہے کسی نے ابتک منہ پر پانی تک نہین ڈالا - بڑی سرکار تو
صبح سے جا نماز پر پڑی ہین چھوٹی بیگم امام باڑے کی چوکھٹ پر پشیانی رگڑ رہی ہین
سارے محل مین ایک سناٹا ہے -

مرزا صاحب۔ اے بھلا کوئی کہنے کی بات ہے۔ وہ نہیں سنا۔ ان سے زیادہ چوچاہئے وہ ڈائن۔ گھر بھر کا ایک چراغ اور اوپر ایسا سنگین مقدمہ۔ پھر بھلا کیونکر کسی کے حلق سے نوالہ اترے۔

وردا۔ آج تو گھر کے گھر نے گویا مشکل کشا کا روزہ ہی رکھا ہے۔

مرزا۔ خیر میں ایک مژدہ سناتا ہوں۔ اس سے ذرہ تسکین ہو جائیگی۔

مجیدن۔ رہے کیا صدقے جاؤں۔ ذرا جلدی کہو۔

مرزا صاحب۔ کہتا ہوں۔ مژدہ۔ بھئی دم تو لو۔

مجیدن۔ اے دن کوئی مژدہ ہے اڑنے کا پان۔ تم تو ہر وقت بس دل لگی ہی کیا کرتے ہو۔ تم میں مرزا بری عادت خراب ہے۔

مرزا۔ ہم کو تو سبھی [illegible] میں مزہ ملتا ہے۔ بوشو میر صاحب نے ابھی استخارہ کیا تھا اوس میں سو تر فتح آئی۔

مجیدن۔ ان ابھی ابھی جاتی ہوں دو بیگم کو خبر دیتی ہوں [illegible] پانی سر سر [illegible] حضرت عباس کی حاضری [illegible] اب اللہ نے چاہا تو مہرے کو چھان کے [illegible] جاؤ تو سہی۔

ن۔ بس ذری دیکھنا یہ کس کی گاڑی کی آواز ہے۔

مرزا صاحب۔ اب کوئی دم میں انشاء اللہ خانصاحب ہوئے آتے ہی ہیں۔

سعادت۔ ایک گاڑی کی آواز تو دور سے آتی ہے۔

ن۔ (چونک کر) ہاں ہاں ابد دیکھنا دیکھنا کس کی گاڑی ہے۔

ممحوسی۔ ڈیوڑھی تک جا کر (غل کرکے) خانصاحب آئے۔ خانصاحب آئے۔

مرزا۔ خانصاحب۔

ن (غل کرکے) الحمد للہ۔ مرزا پوچھو تو سہی۔ کیا ہوا۔

سعادت۔ فتح۔ فتح۔ فتح۔

مرزا۔ دوڑ کر۔ یہ لیجیے خانصاحب آئے مبارک باشد مبارک باشد میر صاحب

(عینک سے چونک کر) مبارک باشد۔ مبارک باشد۔ واللہ کیا سچا اتخارہ تھا یا۔

خانصاحب (برآمدے مین پہونچکر) حضور مبارک۔ آج اللہ نے بآبرو پہونچا

مرزا صاحب۔ خانصاحب مین آپکو بہی مبارکباد دیتا ہون۔

ن۔ خانصاحب مبارک باشد۔ واللہ۔ تم آج ہمارے حق مین ادا ہوئے واہ

ماشاء اللہ کیا کہنا ہے۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ شیرون کے شیر ہی ہوتے ہین۔

یہ ایسے ہی جانثار ہین۔ جو جان نثار ہین۔

مخنث (زنانی ڈیوڑہی پر جاکے بہت غل کرکے) خانصاحب آئے معاملہ فتح ہوگیا

دوا مجیدن (باہر آکے اور دونون ہاتھون سے چٹ چٹ خانصاحب کی

بلائین لیکر) خانصاحب خدا کرے تم سلامت رہو۔

مرزا۔ حضور واللہ۔ آج بے موسم عید بلکہ نوروز ہے۔

میر صاحب۔ اے یہ کیا کہتے ہو۔ بلکہ عید کو آج کے دن پہ نثار کرتا ہون

دو۔ نیند۔ نا نواب کا صدقہ لیکر ملی مٹھے کا سایہ تمپر ہے۔ ان اشرفیون کو تو چھوڑ دو۔

دوا۔ ارے سید بخت سے اب یہ اشرفیان بھنواکر مسجد اور امام باڑے مین

سادات کو تقسیم کردے۔

ن۔ ہان ذرا توشہ خانے کے داروغہ کو تو بلوانا۔

مرزا صاحب۔ ہان کوئی ہے۔ مرزا غضنفر بیگ کو جلدی امام باڑے سے بلالاؤ

داروغہ (ایک لمحہ کے بعد) حاضر ہے حضور کا غلام۔

ن۔ ادہر آؤ (سرگوشی مین) جاؤ ابہی جاؤ ایک عمدہ کشمیری دوشالہ اور ایک

پٹکا اور ایک رومال سرخ رنگ کا نکال لاؤ۔

داروغہ۔ بہت خوب۔

مرزا صاحب (کان کے پاس جاکر) آج ضرور بہت بہاری خلعت خانصاحب

کو ملنا چاہیے۔

میر صاحب۔ (دوسری طرف سے سرگوشی) پیر و مرشد ایک شال خلعت عطا ہو۔

ن۔ ہان بھئی ہان مین خوب سمجھتا ہون۔ مین آج خانصاحب سے جو کچھ سلوک کرون وہ تھوڑا ہے۔

داروغہ۔ حاضر ہے۔

ن (اپنے ہاتھ مین دو شالے کر) لیجئے خانصاحب یہ آپکو مبارک ہو۔

خانصاحب۔ سرو قد کھڑے ہو کر۔ ایک فرشی تسلیم بجا لائے۔

مرزا۔ خانصاحب مبارک باشد۔

میر صاحب۔ خدا ساز وار کرے۔

خ۔ آداب بجا لاتا ہون۔ حضور غلام کا تو گوشت پوست اس سرکار کا ہے۔ یہ کیا سب کچھ اسی سرکار کا دیا ہوا ہے۔

مجیدن (پیچھے سے آن کر ایک زرکار رومال خانصاحب کو ڈالکر) لیجئے خانصاحب یہ بڑی سرکار کیطرف سے (اور ایک کمخواب کا تھان سامنے رکھکر) یہ نواب دولہن بیگم صاحب کیطرف سے عنایت ہوا ہے بچون کیواسطے۔

مرزا صاحب (مجیدن کی طرف سے مڑ کر) آپ کسی اور کی بھی باری آئیگی یا خانصاحب ہی کا حصہ ہے۔ دوڑ دھوپ۔ فکر کوشش۔ دعا مین کیا ہم لوگ نہین تھے۔

مجیدن۔ نہین نہین۔ سب کو علیحدہ علیحدہ خلعت ہماری دونون سرکارون سے عطا ہونگے۔

ن۔ خانصاحب یہ تو فرمائیے کیونکر مقدمہ سرسبز ہوا۔

خ۔ حضور کیا عرض کرون۔ مجھے ابھی طاقت کہان ہے کہ اسکی تفصیل کیفیت بیان کرون۔ کل دوپہر سے گھر پانی منہ مین گیا ہو تو حرام ہے۔

ن۔ ہان ٹھیک ہے۔ خانصاحب کیلئے جلد شربت انار دو۔ ہان کچھ تو فرمائیے۔

خ۔ مقدمے کا رنگ تو ہائیکورٹ مین جاتے ہی بگڑ گیا۔ اور حکام نے حضور کی حاضری کے باب مین اصرار کرنا شروع کیا۔ پر اوسوقت مسٹر اوڈرف اور مسٹر پال کی تقریر سننے کے لایق تہی۔

مسٹر اوڈرف نے تین گھنٹے کامل بحث کی۔ اور ایسا ایسا مغالطہ حکام کو دیا کہ جسکو سنکر سارے کونسل صورت تصویر دنگ رہ گئے۔ آخرکار دونون کونسلیون نے اپنی ساری تحریرانی ختم کردی۔ اور اسطرح سے نظائر ولایت کے پیش کئے۔ کرنیل مقدمہ مسمس کے جہان ہائیکورٹ سے کچہ بن نہ پڑا یہ مقدمہ ہائیکورٹ مین یادگار رہیگا آج کیا کوئی اجلاس ہوا ہے۔ سارا کلکتہ وہان تہا سیکے اندازے کے مطابق تو پانچ چھہ ہزار آدمی سے کم تماشائی وہان موجود نہون گے۔

ن۔ واقعی ایسا معاملہ کبہی سننے مین نہین آیا۔

خ۔ کیا عرض کرون ایک کونسل تہی اودہکی طرف سے بہی دو تین کونسلی موجود تہے خدا جانے اوسکو خرچ کسنے دیا گر پہر خداصاحبین کے موجود رہنے سے مجہے کھٹک ہوگیا اودہر جو نواب دولہ کی کارستانی تہی گر سنہ مین کالک تو لگ گیا چاہ کن را چاہ در پیش۔

نواب صاحب۔ ابی یہ تو عجب مضمون تمنے سنایا بخدا مین تو متحیر ہوگیا واہ واہ تو یہ کہئے کہ جہان کا ڈر کہسلا تہا۔

خ۔ اب جو کچہ حضور سمجہین۔ عاقلان را اشارہ کافیست۔ اب آگے اور فدوی کچہ عرض نہین کرسکتا اللہ نے بتصدق اہلبیت آبرو رکہلی یہی بڑی مسرت کی جگہہ ہے۔

میر صاحب۔ لیجئے اب عقدہ کہلا یہ تو مقدمہ اوہی کچہ تہا۔ خدا ایسے پرگینہ اور شریر لوگون سے بچائے۔

مرزا صاحب۔ بخدا مین تو دنگ ہوگیا۔ ہے ہے اب شریفون نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے دنیا غارت ہوا چاہتی ہے۔

خ۔ اودہر سے تو ڈگری کے ملنے پر۔ روپیہ خرچ ہوا ہے ستو کی جگہہ پانسو وکیل و

کونسلی تو مالا مال ہوگئے۔

ن۔ خیر ہماری طرف سے کونسلیون کو خاطر خواہ انعام و اکرام ملنا ضرور ہے۔

مرزا صاحب۔ آپکو ضرور ہی کیا بلکہ فرض ہے۔

ن۔ ضرور ضرور مین کل اسکا بندوبست کرونگا۔ خانصاحب کل [illegible] آئے۔ اسبارہ مین کچھ شورا سے کہا جاونگا۔

خ۔ فدوی بہت خستہ ہے۔ کل سے گھر نہین گیا۔ اب اجازت ہو تو فدوی آداب بجالاوے لونڈی بھی بے آب و دانہ ہوگی اوسکو مین دیکھتا ہون سب سے زیادہ خیال تھا۔ اور کیون نہو جس سرکار سے پرورش ہو اوسکا کیونکر نہ خیال ہو

ن۔ مین بخوشی آپکو جانے کی اجازت دیتا ہون۔ ہان سرکاری پالکی [illegible] تیار ہو۔ خانصاحب گھر جائینگے۔

میر صاحب۔ بہت خوب ابھی تیار ہوتی ہے۔

ن۔ کل ضرور آئیگا۔

خ۔ ضرور حاضر ہونگا۔

میر صاحب۔ آج تو نواب صاحب [illegible] جاتے [illegible] کل [illegible] آئیے۔

خانصاحب۔ [illegible]

ن۔ خدا حافظ۔

ساتوان حصہ

تھوڑی دیر بعد [illegible] مرزا صاحب اور میر صاحب کے لئے خلعت لیکر آئین۔ مرزا صاحب کو بڑی بیگم صاحب کی طرف سے ایک شال چادر اور ایک جامہ وار تھان ملا۔ میر صاحب کو چھوٹی بیگم صاحب نے خلیل خانی جوڑی عنایت کی۔ [illegible] کو بڑی بیگم صاحب نے ایک شال رومال۔

عنایت کیا۔ بعد اسکے سامان جشن کی تحریک مرزا صاحب نے کی جشن کی محفل کا خرچ دو ہزار روپیہ تخمینہ ہوا۔ روپیہ قرض منگوانے کی فکر کی گئی جناب میر صاحب کو نواب صاحب نے حکم دیا کر کسی مہاجن کی دوکان سے روپیہ کا سامان کرو۔ میر صاحب حسب مصلحت خانصاحب اوسی روپیے دو ہزار لے آئے۔

دوسرے روز بدات کو بڑی دہوم دہام سے محفل عیش و نشاط گرم ہوئی۔ ۸ طائفون کا ناچ ہوا۔ ہر قسم کا انگریزی بینڈ باجا علاوہ اسکے ہندوستانی باجے رات بھر بجا کئے۔ تمام شہر در وسائے شہر کی دعوت ہوئی۔ انگریزون کے لئے شراب و کباب کا سامان بھی کیا گیا تھا۔ غرض بڑی کامیابی سے ساعت بختری ہوتی تھی ارباب نشاط اور ہر قسم کے باجے والے وغیرہ وغیرہ کو خوب بھاری بھاری انعام بحسب مراتب دئے گئے مصاحبین بھی نہال ہو گئے۔

(جشن کی تحقیق ہو کر)

مرزا صاحب۔ میر صاحب اب موقع دیکھ کر خانصاحب کے مکان پر چلنا چاہئے معاملہ فیصل ہوگا۔ اب مجھے خوف میں دیر کا ہے کی۔

میر صاحب۔ جی ہان درست ہے بقدر جلد یہ قضیہ ختم ہو جائے بہتر ہے روپے پیسے کا معاملہ ہمین آپ کا تو خیال نہین۔ ورنہ کیا مجرتی ہے۔

مرزا صاحب۔ جی ہان روپیہ پیسے کا معاملہ نازک ہوتا ہے اور یہ تو کشاکش ہے۔ آپکو یاد ہوگا۔ وہی بٹیر والے قصے مین خانصاحب نے ہم لوگون کو کیا کیا خون رولایا تھا۔ آجتک میرزا صاحب کے حصہ کا باقی سو روپیہ وصول نہین۔

میر جانی صاحب۔ جی اوسکا تو شبہ ہی کیطرح خانصاحب حلال بیگ ہو ا تبو یاد دلانے اور تقاضے پر بھی آنکھ نہین ملاتے۔

میر صاحب۔ جی ہان ان معاملون مین کچھ جیت منگنی ہٹ بیاہی خوب ہوتا ہے۔ یہ تو مرزا صاحب کے سبب سے ڈہیل پڑ گئی ورنہ جا توقصہ بتا کر

اپنا حصہ پہلے ہی الگ سے اوڑا لیتے۔

مرزا صاحب۔ بس بات یہ ہے کہ سارا کیل کانٹا تو اوس کے ہاتھ میں تھا۔ پھر اوسوقت اوس کو آمادہ کرنا یا کلکتہ سے لانا کیا مناسب تھا۔

میر صاحب۔ خیر سرکار استراحت فرمالیں تو جلد خان کی گردن پر چڑھ کر سلطان ابسعید وصول کریں۔

میر جانی۔ جی ہاں ضرور آج ہی چلنا چاہیے۔ اب دیر نہو۔

مرزا صاحب۔ اسوقت کیسے پیچھے مین۔

میر صاحب۔ جی ۔۔ کاہل۔ اب کوئی دم میں سرکار بھی محل میں تشریف لئے جاتے ہیں۔ وہ دیکھئے تامحوسی حقہ کے لئے زنانی ڈیوڑھی کی طرف چلا جاتا ہے۔

میر جانی (تھوڑی دیر کے بعد) ابی مرزا صاحب۔ سرکار (محل) تشریف لے گئے اب گویا نکل سناٹا ہے چلئے جلد چلئے یہ موقع غنیمت ہے۔

مرزا۔ بہت خوب۔ ایکہ کرایے کی گاڑی منگوا لے۔

میر صاحب۔ اے نہیں۔ یہاں گاڑی واڑی منگوانے کی ضرورت نہیں چلئے آگے بڑھ کر کوئی بہر لی گاڑی سستی کرلیں گے۔

مرزا۔ بہت خوب۔

میر جانی۔ بسم اللہ۔

(الغرض کرایے کی گاڑی پر تینوں صاحب کلکتہ مین خانصاحب کے مکان پر دم سے جا پہنچے۔

مرزا۔ ابی کمرے مین تو قفل باہر سے پڑا ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے خانصاحب کہیں باہر نکل گئے ہیں۔

میر جانی۔ جی نہیں اسوقت ہوا کھانے کہیں گئے ہوں گے۔

مرزا۔ تو پہر ہمارا ہے کون پڑ رہے۔

میر صاحب۔ شاید نانے مین ہون۔ بھلا یہ وقت کوئی باہر جائیگا۔

مرزا صاحب۔ خیر آپ زنانی ڈیوڑھی پر جاکر ذرا ان کو پکارے تو سہی۔

میر صاحب (ڈیوڑھی پر جاکر زور سے) چمن چمن اری چمن۔ خانصاحب کو خبر کردے کہ ہم لوگ آئے ہین اور سوتے ہون تو جگا دینا۔

(خانصاحب آواز سنکر اپنی بیوی سے)

خ۔ دیکھو تینون ملک الموت کی طرح حصہ بخرا لگانے آہی پہونچے۔ تم جا رو دے ان کے پیٹ مین چوہے دوڑ رہے ہین۔ گرجشن وغیرہ کے سامان مین معروف رہنے سے ان کو یہان آنیکی فرصت نہین ملتی تھی۔

ب۔ واللہ ملک الموت کی کیا کہی۔ تم نے اپنا لہو پسینا ایک کرکے دن کو دن حد رات کو رات نہ جانو۔ دو دو وقت فاقے رہ کر بڑی مشقت کے ساتھ جان لڑا دی اور یہ موے مفت خورے پھر تمہاری کمائی مین شرکت کے حصہ دار بنین۔ یہ تمہاری حماقت کا نتیجہ ہے کہ آج تک بھی یہ ہاتھ اوگھا نے آئے ہین۔

خ۔ ابھی بیگم سچ پوچھو تو یہ تھا۔ جیسے پہلے سوچ لیا تھا یہ لوگ دربار مین رہتے ہین۔ آؤ ان کو ٹالو۔ باقی دعوے مین کیا خرچ ہوتا ہے اور دینے کی نیت نہ تو جب تھی نہ اب ہے۔

ب۔ جی آپ اب اپنی قسمت کے حصے لگائے۔ دو دو تو بندی نے خرچ بھی کر ڈالا۔ ڈیڑھ ہزار کا سونا چاندی بیوی تن منگوا چکی۔ اور باقی رقم بھی متفرق سامان کو سنوارنے کی تیاری ہو رہی او ہو چکی۔

خ۔ تم نے خوب کیا خرچ کر ڈالا۔ روپیہ رکھنا مناسب ہی نہ تھا۔ اور مین کیا ایسا لونڈا ہون۔ یہ بیچارے ہین کیا جو میرے کمائی ہوئی چیز اینٹھوالین۔ تم تو جانتی ہو میرا لوہا سارے کلکتے کے مختار مانتے ہین۔

ب۔ خدا جانے نگوڑے مردون کی عقل کیسی ہوتی ہے۔ آخر اس بکھیڑے سے لگا رکھنے کی ضرورت کیا تھی۔ پہلے ہی کچھ تھوڑا بہت دے دلا کر ان کو

ٹالیے۔

خ۔ بات تو ٹھیک ہے مگر موقع بھی ملے۔

ب۔ اب کیا ہوگا۔ خوب تو تو ہمیں ہوگی۔ یہ لوگ کیا دم لینے والے ہیں۔ کسی کیطرح تمہاری جان سے چمٹ جائینگے۔

خ۔ خیر ان کو ملنے دو تو پھر ہم تم اس بارے میں صلاح کرینگے۔

ب (آہستہ سے) چمن چمن۔

چ (آہستہ سے) جی بی بی آئی۔

ب۔ یہ جو آدمی بیٹھے ہیں ان سے کہدے کہ خانصاحب کی طبیعت بدمزہ ہے وہ اون سے اسوقت ملاقات کیطرح نہیں ہوسکتی۔

چ۔ اچھا۔

میر صاحب۔ چمن چمن۔ ارے کون ہے ارے چمن۔

چ (دروازہ کو ذرا سے کھولکر) جی سرکار آئی حاضر ہوئی (کواڑ کھولکر) آپ لوگ کیا کہتے ہیں

میر صاحب۔ خانصاحب سے کہدے کہ ہم لوگ اون کی ملاقات کیواسطے آئے ہیں۔

چ۔ کل سے بیمار کا بڑا میلا ہے۔ رات بھر پلک نہیں لگی۔ ابھی تو سویرے سناتے سناتے کہیں آنکھ لگی ہے۔

میر صاحب۔ خیر تو جا یہ خبر کر دے کہ ہم لوگ آئے ہیں۔

چ۔ سنو بی بی نے تو نہ کہنے ہی حضور کو چھپا تا اور مجھ سے کہنے کو کہدیا ہے کہ اسوقت تشریف لے جائیے۔ میاں کی طبیعت نہایت بدمزہ ہے اور ابھی تو آنکھ لگی ہے۔ جب سے حکیم صاحب آئے ہیں سے درپے ہوگئے ہیں۔

میر صاحب (ذرا تیوری چڑھا کے) کل مرزا صاحب سے سنا وہ تو علیل ہو جاوے بہانہ نہ کیجئے ملاقات تک اون کو نہیں ہے اب کیا فرماتے ہیں وہ تو اسوقت استراحت میں ہیں۔

فرمایا کہدیجئے کہ جب چوکیین ہم لوگونکے آنے کی اطلاع کردی جائے۔

گاڑی پرچلتے ہیں

مرزا صاحب۔ واللہ ہو نہو۔ کچھ دال مین کالا ہے۔

میر صاحب۔ دیکھا۔ چل پھوٹی۔

میر جانی۔ واللہ۔ باللہ۔ پچھلا نیا رویا کچھ نہین فقط ہم لوگون کے ٹالنے کی غرض سے وہ نخرہ کرکے گھر مین چھپ رہا ہے۔

مرزا صاحب۔ پٹھانی تو ان کی بی بی بھی اوستاد معلوم ہوتی ہین۔

میر صاحب۔ اجی وہ سیدانی ہے پٹھانی نہین۔

مرزا صاحب۔ کچھ بھی ہو۔ مگر اب کیا کرنا چاہئے۔ سیدھی اونگلی سے گھی نکلنا معلوم۔

میر جانی۔ اسکی نیت صاف ہضم کرجانے کی ہے۔ ہم لوگون کو ہتابتاتا چاہتا ہے۔

مرزا صاحب۔ اجی یونہی ہضم کرنا کچھ ہنسی کا نوالہ ہے۔ ہمارے پاس بھی وہ دوا ہے کہ ایک دم مین سب اوسکے معدے سے ہڑ ہڑ اکر نکل آئے۔

میر صاحب۔ خیر وہ دم گھوڑا تو بجا نہ؟

مرزا صاحب۔ اب پرسون ہو سکے۔ سویرے آنا چاہئے۔

(دوسرے روز خانصاحب کسی ضرورت سے باہر گئے)

ان۔ کہو خانصاحب جلسہ کیسا ہوا اور مہمان لوگ کیا کہتے ہین اور شہر مین کس قسم کا چرچا ہے۔

خ۔ اے حضور بھلا ایسا جلسہ چشم فلک نے کب دیکھا تھا۔ ہر گلی کوچے مین واہ واہ اور سبحان اللہ کا غل ہے۔ سارے بد بخت غایت مشغول ہو گئے۔ اور صاحبان عالیشان بھی کھانے پینے اور ناچنے گانے سے بہت خوش ہوئے۔ کل کچہری مین سامنے وکلا اور مختار کار اسی کا ذکر کرتے تھے

ن۔ خیر خدا نے اس کام کو ایک طور سے انجام تو کر دیا ہی فضیلت میں سب سے زیادہ خیال مجھے صاحب لوگون کا تھا مگر الحمد للہ وہ بھی راضی گئے۔

میر صاحب۔ پیر و مرشد۔ اس شاہانہ سامان جشن سے اگر راضی نہ ہوتے تو اور اون کے لیے کیا سامان کیا جاتا۔ کون جلسہ [illegible] ہوا ہے کہ جو یاد ہوگا۔ نہین ہے۔

خ۔ حضور یہی علت تو کیون ہوئی ہے۔

ن۔ جی ان مین تو وہ کہنا ہی بھول گیا

خ۔ ارشاد

ن۔ کمپنی کا ایک کاغذ آیا ہے۔ آپ ذرا سررشتہ سے دریافت تو کرین کہ تعداد کس قدر مین بعد دینا پڑیگا۔ جو ہو کر ایک بار ادا کر دیا جائے۔

خ۔ بہت خوب۔ مین دریافت کر کے مفصل حال عرض کرونگا۔

ن۔ بہت اچھا میں [illegible] اندر جاتا ہون۔ کھانے کا وقت قریب آگیا ہے

خ۔ فدوی بھی تسلیم بجا لاتا ہے۔

(خانصاحب دیوانخانے کے پاس سے چلے جاتے ہین)

مرزا صاحب۔ خانصاحب کو مجرا ہے۔

میر جانی صاحب۔ کورنش عرض کرتا ہون۔

خ۔ بندگی بندگی مزاج شریف۔

مرزا صاحب۔ ذرا ادھر تو تشریف لائیے مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔

خ۔ بہت خوب۔ فرمائیے۔

میر جانی۔ اب تو آپ سے ملاقات ہونی مشکل ہے۔

خ۔ کیونکر

مرزا صاحب۔ اجی آپ خود سمجھ سکتے ہین۔ کیونکر۔

خ۔ واللہ باللہ مجھے بالکل معلوم نہین تو پھر اس کہنے کا مطلب کیا۔

میرجان۔ کہتے جناب۔ اب آخر حصہ رسد دینے مین آپ کو عذر کیا ہے۔
اتنو سارا معاملہ آپکا گھر ہو گیا ہے۔ ہے ہی کہ آپ کی طرف سے بالکل ڈھیل ہے۔
خ۔ معاذاللہ۔ مین اور ڈھیل۔ خدا خدا کیجئے۔ رعنت آپ مجھے کیون گالیان
دیتے مین اگر ایسا ہی خیال آپ کو ہے تو چلئے بسم اللہ ابھی بیٹھے بیٹھے ابھی مہاجن
کی دوکان پر چلکر سارا معاملہ کئے دیتا ہون۔ باقی وہ دو ہزار روپیہ کہ جو [illegible]
مین قرض کے طور رہگیا ہے اوس کا سود تقسیم ہو جایا کریگا۔
مرزا صاحب۔ خیر ان فضول باتون سے کیا حاصل۔ فرمائیے ہم کب آئین۔
خ۔ خانہ بے تکلف ہے جب جی چاہے تشریف لائیے۔ خانہ خانۂ شما
اور روپیہ آپ کا دودہ پلا رہا ہے۔ کسی [illegible] نے اوس کو ہاتھ بھی
لگایا ہو۔
میرجانی۔ بہت خوب کل کسیوقت سرکار کے استراحت فرمانے کے بعد ہم
لوگ در دولت پر حاضر ہونگے۔ گئے تو اوس روز بھی تھے مگر دعاے
مستجاب کیطرح لوٹ آئے۔
خ۔ واللہ اوس روز مجھے بیدار ہونے کے بعد معلوم ہوا تو بڑا رنج ہوا کہ کیون مجھے
لوگون نے جگا نہین دیا۔ واقعی اوسدن میری طبیعت بہت بدمزہ ہو گئی تھی
اور اسی خیال سے گھر کے لوگون نے میرا جگانا مناسب نہین جانا۔
اگر آپ صاحبون کو کچھ بھی تکلیف ہوئی ہو تو واللہ معاف فرمائیے کیونکہ مین بالکل
اس معاملہ مین بے قصور ہون۔ آپ لوگ تو جانتے ہین کہ صورت ذات
کی مقفل ہی کیا۔
مرزا صاحب۔ بہت خوب کل ہم لوگ دوپہر کو حاضر ہونگے۔
خ۔ اب مین رخصت ہوتا ہون۔ دن زیادہ آگیا ہے۔ دہوپ کی تمازت
بڑہتی جاتی ہے۔
مرزا صاحب۔ بہت خوب۔

خانصاحب۔ السلام علیکم۔

میر جانی و دیگر حاضرین۔ وعلیکم السلام۔

دوسرا روز

(خانصاحب کا مکان)

مرزا صاحب۔ میر جانی تم گاڑی میں بیٹھے رہو۔ دیکھو تو ہم خان کو پکارتے ہیں۔

مرزا صاحب۔ اچھا یوں ہی سہی۔

مرزا (ڈیوڑھی پر جاکر) چمن چمن (زور سے) چمن (چمن دوڑ کر پکار کر مرزا کو دیکھ سے جھٹ کر کھڑے ہو گئے)

خانصاحب آہستہ سے ہماری بیگم سے کہدے کہ میاں مکان میں نہیں ہیں باہر چلے گئے ہیں۔

بی بی۔ یہ موئے منہ چڑھے آتے۔ اللہ ماری ہو۔ تم تو مرغ کی طرح بانگ دینے لگے ہو۔

خ۔ انشاء اللہ اب آپ مطلق کیوں وضع بننا چاہتی ہیں۔ اب اس سے اور بھی گیا ہے۔

ب۔ سارا گھر تو گھوڑا بنا دیا جیسے کسی لڑکے نے ہانڈی روٹی چھوڑ دی۔

چمن۔ دکوانڈ مول کی میاں تو دن نکلے باہر گئے ہیں۔ ابتک نہیں آئے گھر میں کھانا پکانے کو منع کر گئے ہیں۔ ہم لوگ تو بھوکے مر رہے ہوں گے۔

مرزا (مسکرا کر چمن سے) ہاں ہاں دربار گئے ہیں۔ ابھی دربار سے تو ہم چلے آتے ہیں۔

چ۔ میاں جانی کہنے تو میں کہدوں گی کہ حضور تشریف لائے تھے۔

مرزا (گردن نیچی کرکے اور ہاتھ کھا) بہت خوب۔

ق۔ بندگی میاں (کواڑ بند)

مرزا صاحب (گالیوں کے قریب آکر میر صاحب اور میر جانی سے مخاطب ہوکر) سنا یار۔ اس حرامزادے نے تو ہوا ہی چکمہ دیا۔ آج تو میں اسکی ساری چالاکی سمجھ گیا۔ گھر میں ہٹا کٹا موجود ہے۔ اور پکارنے والی سے کہتا ہے کہ کہدے میاں مکان میں نہیں ہیں۔ واللہ اپنے کانوں سنا۔ میں تو دروازہ سے چمٹا ہوا تھا۔

میر جانی۔ آخر دیکھا تمنے جو کچھ کہا تھا وہی پیش آیا۔ اب تمہارے کیا ہوسکتا ہے اوسکی نیت خراب ہو چکی ہے اور وہ تو روپیہ ہضم کر چکا اب کیا ہوگا۔ واللہ خوب مفت میں تو بنایا۔

مرزا۔ جی ہاں کیا ذرا سی بات ہے۔ دیکھو تو کل تک میں کیا اسکی گت بناتا ہوں ابتو انکا ملنا شرط ہے۔ اور ہر نظر آئے اور حملہ ہوا۔

میر صاحب۔ ابتو جو کچھ ہو آستینوں کو چڑھا کر اس دغاباز پر برس ہی پڑنا چاہیئے۔ اب بغیر سر دیے کے معاملہ بنتا نظر نہیں آتا۔

میر جانی۔ ہاں بات تو یون ہی ہے۔ جہاں پچاس ہاتھ گئے تھے بس جلتے میں کرو۔ چاہے تو جھاری کیوں نہو۔

مرزا صاحب۔ آخر وہ یہاں سے رہیں کیا۔ اُن کا وقعہ تمام کرنے کو میں تنہا کافی ہوں۔

میر جانی۔ لیکن اسکے ہاتھ لگنے کی کون صورت۔

مرزا۔ میں کل اسکی تدبیر کرتا ہوں۔ اور ایسا کیجیو کہ میں کرکل پھر ہم لوگ آئیں۔

میر جانی۔ آپ کہہ دیں کسے گھر سے نکلنے کی کون صورت۔

مرزا۔ جی دیکھئے کس طرح سے نکالتا ہوں جسطرح سانپ والے سانپکو

بل ہے۔

میر صاحب۔ خیر کل کی کل کے ساتھ۔ ہم تو آج ہی قرابین اچھے پیچے کی جوڑی لیس کرتے ہیں۔

میر جانی۔ یہ ہے تو بندہ درگاہ کی قدر لی بھی آج ہی شام کو باڑہ وار بھیجے

مرزا (مسکرا کر) جی یہ ساز و سامان لکھنؤ کی سلطنت تک تھا یہ کلکتہ نے ہمارا بچہ نعمت دیکھئے پہونچیں [illegible] انسان و دیکھ بھال چکے ہیں [illegible] حکومت ملی ہے [illegible] زمانہ جنگجو [illegible]

میر صاحب خیر بھئی تم تو قانون [illegible] سے واقف ہو [illegible] بھی شرط ہے۔ اور وہ تو خالی دہکانے کے واسطے لانے کو کہا تھا۔

میر جانی۔ ابھی تو نئے۔

مرزا اسے یہاں زبان کیا کم ہتیا ہے۔ اور نہیں [illegible] ہاتھ پاؤں اونکے سو گئے ہیں۔ کچھ دوس پہرہ دار تو ہے نہیں۔ ماشا تو جانے [illegible] ایلاب کل [illegible]

تیسرے روز

(خانصاحب کا مکان)

(مرزا صاحب نے کوچبان کو ادھر کسی [illegible] والے کو نام بتا دیا [illegible] کہ [illegible] کسی [illegible] کام کے لیے اون کو باہر بلانے اور قطع بھی ملکر [illegible] چپ [illegible] دونوں میر صاحب کو لے کر ایک مکان میں چھپ [illegible])

کوچبان [illegible] ارے کوئی ہے۔ کہنا۔ صاحب کا [illegible] خان [illegible] کون!

ب خدا جانے کون ہے۔ تمہارے [illegible] کوئی [illegible] ہوگا [illegible] میں [illegible] کب تک [illegible] کی [illegible] گو میرا [illegible] بیٹھیں دل لگا [illegible] ہے۔ آپ باہر کے نام سے جوڑی [illegible] آئے [illegible]

کی صورت ہو کر اتنا ڈر بھی نہیں جاتا۔ اور پیر ڈر کاہے کا۔ جیسے کسی کی چوری
کی ہے۔ کسی کے گھر چھاپا مارا۔ کسی کی ہوش بھگا لے گئے۔ کہیں ڈاکہ مارا۔ کسی کا مال
کھا گئے۔ کہ جہاں کسی نے جھوٹوں کو دروازے پر آواز لگائی اب گھر بھر میں
بد حواس پڑے پھرتے ہیں۔ جیسے سہما ہوا خرگوش کتوں سے جان چھڑا کے
بھاگا ہو۔ بیگم بی بنے بیٹھے ہیں۔ مجال کیا کہ چوں تو کریں۔
چوہے کا بل ڈھونڈتے ہیں۔

خانصاحب۔ جی ہاں آپ ہی سے تو کہا تھا ڈھونڈ دیجیے۔

بی بی۔ اے چلو ہٹو۔ بس ان باتوں کے لئے مردوا ہیں۔ ہمارے ہی سامنے
سب بیکری ہے۔ گھر میں شیر باہر بھیڑ۔ باہر نکلے کیوں نہیں کیا گھول کر کوئی
پیجائے گا۔ خدا کی قسم آج کو میں ہوتی تو مزے سے دندناتی پھرتی۔ کوئی کر ہی
کیا لیتا۔

خانصاحب۔ تم جانتی نہیں ہو۔ یہ لوگ ایک ہی موذی ہیں۔ میں کس
بھوں چلے ہو ورنہ ہے سلجھائیں تو اچھا ہے اور یہ تو میں جانتا ہوں ایک نہ ایک
دن مجھ سے ان سے ضرور بگڑ ہونی ہے

چمن۔ ہاں۔ یہ کون مردوا ہے۔ سارے ڈیوڑھی سر پر اٹھا لی خانصاحب
کو کٹرا پکارا۔ اب سے بازی تاؤ نہیں لگاتا۔ اسنے تو غضب کر دیا۔ کیا موے
نے محشر بیچ ڈالی ہے۔ جیسے برسات میں مرزا۔
پردہ والو پردہ ہو مزدور کوٹھے پر چڑھتے ہیں۔ پکار پکار کر کان کا جالا پھاڑے
ڈالتے ہیں

کوچبان۔ تیرے سے گرتے ڈبے (غصے ڈبے) بتاوت
ہوشکت ...

چمن (کوچھ گھونکر) تیرے منہ کو جھلس دوں۔ تیری صورت کو مردہ شو
لے جائیں۔ اے تو جلانے والے غارت ہو۔

کوچبان ـ کے کموس چلی جاؤ۔ کمتار صاحب کا بولڈ سے جو کولوٹوے
سے کٹنے کا حال پوچھ ایک شو بابو آئے ہین۔

چمن ۔ اچھا تو یہین کہڑا رہو۔ مین ابھی یہان سے جواب لا کے دیتی
ہون۔

چمن (اندر جاکر) میان یہان ایک مرد واڈیوڑھی پر کہڑا ہے اور کہتا ہے کہ
کوئی بابو کولوٹولے سے مقدمے کا حال پوچھنے آئے ہین۔

خ۔ اچھا کہہ دے کہ مین آتا ہون۔ جاکرہ کہولدے اور کہوا بہی روشن
کرکے لیجا۔

ب۔ یہ کولوٹولے بابو آئے ہین یا آپکی امان بیٹا۔ بی جادی نے خیر صلاح
کو آدمی بہیجا ہے۔ ادہر کئی دن سے قدم باہر نہین رکہا۔
بیچاری کی ماستا پھڑپھڑائی ہوگی۔

خ۔ بی کو خواب مین بہی مرے نظر آتے ہین۔ بہلا جادی بیچاری سے کیا
علاقہ۔ اوسکو کیا غرض ہے کہ وہ آدمی بہیجے۔

ب۔ یہ بہی سچ ۔ غرض تو آپ کو اوس سے ہے۔

خ۔ بحمد اللہ زوال سبب تمہارا شک ہے۔ مدت ہوئی کہ مین نے جناب
قبلہ وکعبہ کے روبرو مسجد مین توبہ کرلی۔

ب۔ اتنے جہوٹے مرگئے انکو بہی نہ آیا۔

خ۔ کیون کیا صلاح ہے۔ باہر جاؤن۔

ب۔ کہیے شیخ کیا بات کہنے روکا ہے۔ جاؤ۔

خ (باہر آکر) کون آدمی پکارتا ہے۔

کوچبان۔ حضور، ہم بابو کا آدمی ہے۔

خ۔ جاؤ۔ بلاؤ۔

ک۔ بہت کہوب، وہ گلی مین گاڑی پہ بیٹھے ہین۔ بلائے لاتا ہون۔

خ ۔ جاؤ بلاؤ ۔ (دیکھکر کمرے میں جا کر تمکین سے بیٹھے)

مرزا صاحب وغیرہ تو تاک ہی میں لگے ہوئے تھے جیسے ہی خانصاحب چار زانو بیٹھے ہیں کہ یہ لوگ بھی عذاب کے فرشتوں کیطرح جا دھمکے۔

مرزا صاحب ۔ (خانصاحب کی طرف مخاطب ہو کر) کیوں خانصاحب یہی ایمانداری ہے۔ اور کیا اسیکو شرافت کہتے ہیں۔

خ (خانصاحب منہ بنا کر ایک سنجیدگی کی ادا سے) کیا ہے کیا آپکو ہو کیا گیا ہے ایمانداری و بے ایمانی کا ذکر کیا ہے یہ تو عجب حیرت انگیز افسانہ ہے۔

میر جانی ۔ گھر میں رہے اور وہاں سے کہدیجئے کہ میاں گھر میں نہیں یہ شہید مردوں سے دل لگی۔

میر صاحب ۔ یہ تو چوریوں یا دغا بازوں کا اخلاق ہے۔

مرزا ۔ اخلاق اور ایمان سے اس شخص کو کیا علاقہ۔ یہ ایک پرانا ٹھگ ہے اور یہ تو اپنے باپ کو زہر دے ۔ روپیہ کے بدلے۔

خ (آواز بلند سے غصے میں) بس بس ذرا زبان سنبھال کر بات کیجئے میں اور طرح کا آدمی ہوں۔ سو نرمی سے بات کرتا ہوں کچھ شامتیں تو تم سبکی نہیں آئی ہیں۔ لو صاحب ہم تو انسانیت سے پیش آتے ہیں اور آپ اول فول بکتے چلے جاتے ہیں۔

مرزا ۔ خان ذرا سمجھ بوجھ کر بات کرنا۔ ابھی کسی بھلے آدمی سے سابقہ نہیں پڑا یہ ساری آپ کی شیخی نکل جائے گی۔

میر صاحب ۔ کیا چوری اور سینہ زوری ہے آپ اپنے گھر چھپکر دھمکاتے ہیں ۔ یہاں کسی کے ہاتھ پاؤں تھوڑا ہی رہ گئے ہم تو سب چوڑیاں پہنے ہیں ٹوٹ جائیں گی۔

میر جانی (آستینوں کو چڑھا کر) اسنو بچا سیدھی سیدھی تو یہ ہے کہ ابھی تھوڑا حصہ لگادو ورنہ پھر تمہارا نتیجہ اچھا نہوگا۔

ہم لوگ آج کھڑے کھڑے ابھی چار منٹ میں روپیہ وصول کر لینگے۔

مرزا۔ سے بولو۔

خ۔ خبردار (خوب ڈپٹ کر) ہوشیار بات تمیز سے کرو۔ گالی گلوج جو منہ سے نکالی ایک آدہ کو لیکر ابھی ڈہ جاؤنگا اور خون کا دریا بہ جائیگا۔ روپیہ کیسا اور حصہ کیسا۔ کچھ تمہارے باپ دادا کی کمائی یہاں رکھی ہے۔ جسکا حصہ لینے آئے ہو چلے۔ اچھا تقاضا ہے۔ ایک دو۔ بارہ میں تم ہو ہم بھی ہیں اپنے اپنے موقع پر سب لوگ کرتے اور کماتے ہیں۔ اس کا حصہ اور رسد کیسا۔ کیا تم اپنی عمر بھر کی کمائی کا حصہ مجھے دیدو گے جاؤ نہیں دیتے نالش کرو۔

مرزا۔ کیا ہم یوں نہیں وصول کر سکتے۔ واہ بے آج تو تونے نئی منطق نکالی بچا اگر ہم نہ دلواتے تو تمہارے باوا کی بھی قدرت تھی ایک جو اس معاملے میں غیر وز جی تیج کا نکال لاتے۔ کہاں تو وہ خوشامد اور کہاں اب یہ شوخ چشمی اور بے حیائی۔

میر جانی۔ خیریت ہے کہ اب بھی سیدھی بات پر آجاؤ۔ مال ہے چوری کا ہضم نہیں ہوگا اور آخر تمہاری کدری گت بنائیگی اور حلق سے بھی نکالدئے جاؤگے۔

خ۔ اوہ۔ ایسے ایسے میوں مفت خورے افیونی تیرے سامنے آئے اور گئے۔ جاؤ۔ چلو۔ ہو کماؤ۔ حصہ رسد کیسا۔

مرزا صاحب بہت ہی غرش کے ساتھ اپنی جگہ سے نیم خیز ہو کر جبڑا او کیدی منہ سنبھالکر نہیں سارے دانت توڑ کر حلق میں ڈالدونگا اب اوبے تمیز پٹھان۔ اے بازندہ خود نشناس ابھی تو مارے دھولوں کے تمہارا ہاتھ پاؤں ٹھیلا کر دونگا

میر صاحب۔ ہیں کہتا ہوں کہیں آج شامت تو نہیں آئی بات چیت کا قرینہ بھول گیا۔ خدا کی قدرت سادات بنی فاطمہ کے ساتھ یہ۔ افغان بچہ۔ ہاں دہانو اور بے تمیزی کرے۔ قسم جناب امیر کی ابھی ایسا بتہ

کرکے چھوڑے دیتا ہون نہین وہ چانٹہ جماتا کہ سر پلوٹتا ہو جاتا۔
مرزا صاحب۔ ارے جوتون سے کھوپڑی پلپلی کردون گا مردک۔
دیکھکر مرزا صاحب خانصاحب سے چمٹ ہی تو گئے۔

میر صاحب۔ ہان ہان۔ خبردار۔ خبردار۔
میر جانی۔ ہان ہان۔ مار۔ مار۔ اس ملعون کو سر کچل دے کہکر وہ دونون بھی خانصاحب
پر برس پڑے اوسکے فرمائشی گدے سے۔ چانٹے جوتے پڑنے۔ پھر تو اللہ دے
اور بندہ لے۔ ہر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد وہ لینا لینا جانے نہ پائے۔ وہ مارا
پکڑ۔ دیکھو نکلنے نہ پائے۔ گھر سے۔ چشاخ۔ کافر۔ تڑ تڑ پڑ۔ تیری کی دین۔ تڑاق پڑاق۔
ارے مار ڈالا۔ مردود۔ ارے۔ دیکھو دہان۔ ارے چٹاخ۔ دہائی ہے۔ مار ڈالا
پاجی۔ سور۔ ارے کوئی دوڑو۔ لوٹ لیا۔ یزید کی اولاد۔ خدا کا واسطہ۔ شمر کا بچہ
خانصاحب کی کیفیت۔ ہاتھ مین مرزا کے پٹے۔ دوسرے مین میر صاحب کی
پگڑی۔ میر صاحب خانصاحب کے کولون پر گھونسے لگا رہے ہین۔
مرزا صاحب خانصاحب کی چھاتی پر سوار۔ میر جانی صاحب خانصاحب
کی گردن دبائے۔ گرمی کے دن سب پسینے مین لت پت۔ خان کا انگرکھا
چوں چوں۔ پھٹا۔ سب طرف سے مسکا ہوا۔
مرزا کی اچکن کے بوتام ٹوٹے۔
آستین نکل گئی۔ میر صاحب کا کرتہ پھٹا۔
میر جانی صاحب کی تسبیح ٹوٹ گئی سب دانے زمین پر پڑے غرضکہ ایک
کے دو دو۔ دو کی دو چار۔ ہمارے خانصاحب اکیلے وہ ایک چوبیس۔

تین۔ تین۔
خوب ہی ہی کھول کے برسے۔ اچھی مین برسات مین مرمت کی۔
خانصاحب پرکندی ہو رہی تھی کہ استے مین چمن باہر سے گلی ہوئی۔ واویلا کرتی
منہ پیٹتی دوڑی آئی۔ دروازے ہی پر نابکار قطارہ رونے چلانے لگی ہائے

ہائے ارے اللہ میں کیا کروں۔ بی بی دوڑو۔ میاں کو تو موئے نانصیب
نواب صاحب کے مصاحبوں نے مار ڈالا۔ ارے موا ایک دم دھوڑ
تو میاں کی چھاتی پر سوار ہی ہو بیٹھا اور دوسرا ہاتھ پاؤں پکڑے۔ ہائے اللہ
خون ہو گیا۔ ارے کوئی تھانے پر جاؤ۔

بیوی ڈیوڑھی والاں سے دوپٹہ سامنے ڈالتی ہوئی ایک جوتی پہنے بوکھلائی
چمن کی طرف لپکیں۔ ارے کیا۔ ارے کیا۔ خیر تو ہے۔ خانصاحب کی جان
کی تو خیر ہے۔ ارے موئی ناہنجار کہہ بات صاف نہیں کہتی۔ روتی چلی جاتی ہے
اس کا شوہر کہاں ہے تو میرا تھنوں میں دم کر دیا۔ مگر جب خانصاحب کی چمن کی
خبر سنی تو پھر کیا تھا۔ دروازے کے پاس آ کے اور پردہ پکڑ کر بین کرنے۔

اس عرصے میں صاحبزادی بھی چور بنی طرف کے دالان میں گڑیوں کو کپڑے
پہنا رہی تھیں جان چھوڑ کے باہر دوڑیں۔ جھانک کر دیکھا تو خانصاحب
کی یہ گت۔ وہاں سے دوڑی آئیں۔ ہے ہے میرے ابا۔ ارے ان کی ایک
وہ دوسرے ابا کے اوپر ہیں مار رہے ہیں۔ اور ایک موا مونڈی کاٹا یا دھم
دھوڑ تو ایسا سوار ہے جیسے آپ ہمارے سامنے ٹھوکتے ہیں۔

اب دروازے کے پاس سب نے کہرام مچایا۔

ہائے لوگو ظلم ہو گیا۔ ستم ہو گیا۔ گلا کاٹ ڈالا۔ خون ہو گیا۔ ارے کوئی اللہ کا
بندہ اس اکیلی جان کو بچائے۔ ہائے اکیلی جان کی۔

اری چمن تو کہ کے بھائی کے میاں کو آواز دے۔ ہائے میرا گھر لٹ گیا
میں بے وارث ہو گئی۔ ارے ستے ڈھے غدار شہر میں میں نے شہنشاہ کو کہا
ہائے میری بادشاہت ان لعینوں نے لوٹ لی۔ دہائی ملکہ بہادر کی دہائی
ملکہ بیگم کی۔ میرا گھر لٹ گیا۔ دہائی جنٹ صاحب کی مجھ دکھیا پر خون ہو
سنے دہائی ہے۔ ارے اس موئے کے منہ کو جھلسا دوں جو میرے میاں کی
چھاتی پر چڑھ کے بیٹھے۔ ارے ان مونڈی کاٹوں پر حضرت عباس کا

علم ٹوٹ پڑے۔ ہائے اوس گھڑی کو آگ لگاؤن جب اونہون نے باہر قدم دھرا تھا۔ ہائے ماتھا تو میرا تب ہی ٹھنکا تھا کہ ہو نہو کچھ دال مین کالا ہے جب وہ موا ابن ملجم کا سیس (سائیس) پکارا تھا۔ ہائے دہوکا دے کے میرے سرتاج شیر کو کہاں سے باہر نکالا۔ اسے اوس موی قطامہ تجھ جادو پر آسمان ٹوٹ پڑے اوسی کے دہوکے مین باہر چلے گئے۔ ہائے مین نا نصیب جورو تی بھر اسکی سن گن پاتی تو چاہے ادہر کی دنیا ادہر ہو جاتی۔ ہرگز تو باہر جانے ندیتی (گود پھیلا کر آسمان پر نظر کرکے) اے خاتون جنت کہان ہو۔ تمہاری لونڈی دہڑی دہڑی لٹ رہی ہے اے حضرت عباس علم بردار پہونچو اس دکھیا کی مدد کو۔ میرے مولا مشکلکشا میری بگڑی کو سنبھالو۔

ارے اس موی جادی حرامزادی کو اپڑی چوٹی پہ صدقے کرون میرا کنبا اسی نالزادی کے دہوکے مین بوکھلایا باہر چلا گیا نہین اوسکو کیا پڑی تھی۔ اسے اسکو وہان صدقے اتارون جہان اوسکی دائی جنی نے ہاتھ دہوئے ہون۔

ہائے مین کہان پاؤن۔ اے لوگو کوئی ہمدرد گیا پر ترس کہاؤ (پردے سے جہانک کر) ارے میرے شیر اس اپنی لونڈی کو یہین چھوڑ گئے کیا آخری دیدار بھی نصیب نہ ہوگا۔ ہائے اب مین گھر مین بیٹھ کے کیا کرون۔ مین بھی آتی ہون۔ تمہارے پہلو ہی پاس میری بھی لاش ہو۔

ہائے اب کس کے سہارے مین بیٹھون۔ پردے کا بہانے والا تو تہے شہر مین انگریز بہادر کی عملداری مین کہو بیٹا۔ ہائے موئے ان پر قہر خدا پر بجلی گرے۔ موئے حرامخور تھے۔ مین تو دروازے کی دہول نہین جاتی رکتے اور آج اتنی بڑی واردات ہو گئی۔ سانحہ ہوگیا اور دیکھو تو کیسو آنا کانی دے گئے۔ ارے کوئی موا اوس سے دار بھی نہین چمک جاتا

کر اس بندی کی جان تو چھڑا دے ارے لوگو کیسا آبادی کا زمانہ لگا ہے
کہ کوئی کسی اونگھتی پہ سونے والا نہیں۔ اری حسن ذرا تو ہی مردار باہر نکل پانی
تو جا کے منہ مین ڈال دے۔

دلہن جھوٹ سچ پانچ ہاتی میان کے پاس پہونچین۔ اس وقت اذیت
ختم ہو چلی تھی محلے کا ایک آدھ لڑکا بھی شور و غل سنکے تماشا دیکھنے چلا آیا تھا
دلہن مصاحبون سے [illegible] ہوئے ڈاکو [illegible] تمام [illegible]
کی جان ہلکان کر ڈالی [illegible] میان صاحب تسبیح کے دانے چن رہے تھے۔ ادہر
دو [illegible] غارت کرے۔ نصیب [illegible] مرے سے بچھے کی موت
نصیب ہو۔ [illegible] نہ ہو۔ [illegible] کاٹے تیجے مین اپنے
[illegible] پر صبر کرون

میر جبانی [illegible] تقتل کو تو دیکھنا۔ چل دور ہو۔ کچھ تماشا نہین تو
نہین [illegible] بہت [illegible] دکھاتی

میر صاحب۔ [illegible] کو دیکھے [illegible] سمجھ
[illegible] تھا۔

مرزا صاحب [illegible] کے پاس آ [illegible] سنبھالے
[illegible] خوب [illegible] چپ چاپ
[illegible] چلی جائے عورت ذات کون معاملات کیا
[illegible] خود تمہارے میان کے کانٹے بوئے ہوئے تھے [illegible]
بے ایمانی۔ دغا بازی مال مردم خوری نے تنگ کر دیا۔ یا اللہ تم کہو
جان دے دیتی ہو۔

مردون مین ایسی ہٹ شٹ ہوا ہی کرتی ہے۔

اصغر کوئی رقیقہ سمجھانے بہلانے۔ [illegible] آدمیت کا ادھا
نہین رکھا تھا [illegible] لام کاف سے بات ہی نہین کرتا۔ پھر آخر

ہم بھی بندۂ خدا ہین۔ انسان ہین غیرت غصہ ہمکو بھی خدا نے دیا ہے اور ہم تم سے کس بات مین کم ہین تانے گھاٹ کر بانسے گھاٹ کیسی کی زبان۔

بی بی۔ ارے لوگو۔ دوڑو۔ میری عزت گئی۔ موتی سی آبرو پر پانی پھر گیا۔ دہائی مرزا صاحب کی۔ گھر والے سے فرصت پائی ہے تو اب میرے پر چڑھائی ہے۔ ارے لوگو۔ یہ کیا شہر شُلا ہے۔ کہ بھلے انسون کو گھر چڑھ چڑھ کر مارتے ہین۔ اون کے جورو بچون کی عزت بیتے لیتے ہین ارے یہ موئے ہیٹ بنے نواب صاحب کے مصاحبون نے کیا گلہ کوڑھی دی ہے جس کے بہتے پر یہ دہما چوکڑی مچائی ہے (آنچل سے آنسو پونچھکر) معاذ اللہ موئے زمین کے پیوند ہون۔ کیا دنیا مین اندھیر ہو گیا۔ کیا حاکم کا حکم اوٹھ گیا۔ جو یہ مردود ایسی دیدہ دلیری سے دہمکاتا ہے۔ ارے اسکو مقتل تمہار اپنے بچون پر سے صدقے کرون۔

مرزا صاحب۔ بس بس زبان سنبھالو۔ اول فول نہ بکو۔

بی بی۔ تم ہوتے کون ہو۔ تم ہو کس کھیت کی مولی۔ میرے آگے تمہاری حقیقت کیا ہے۔ تم بندی پہ تو ہا چتانے والے کون۔ زبان سنبھالو جا کے اپنی امان بہنا کی عزت آبرو بچا کے اپنے موتون سوتون کی۔ کٹرے تو ہو دیکھو اس ظلم زبان کا کیا مزہ چکھاتی ہون۔ انگریز بہادر کی عملداری مین مرزا صاحب یہ دہمت نہین چلنے کی۔ تو سہی مین اپنے نام کی جو تمہاری مشکین کسوا کے نہ تہانے پر بہجواؤن۔

وہان کسی کے گھر پر چڑھ کر مارنا۔ کیا ایسا ہنسی ٹھٹھا ہے۔ کیا باپ کا مال لگنے آئے۔ ارے اوس رو پیسون کو آگ لگاؤن ایسے ایسے دولا کہ میرا حاتم دوار پر لا ہے۔

اب تو مین پھینک دون گی۔ کتون کو ڈالونگی۔ نہ دونگی نہ دونگی تو تم کو وہ بے ایمانی اور دغابازی کی خوب ہی۔ ہان ہم تو کہتے ہین خدا کرے

جب یہ دغا بازی کرتا ہو اوسکے ساتھ کی دونوں پھر جائیں
اوسکے دیسے گنتیوں کے آگے آئے اوسکو نہ کا دیدار نصیب ہو

اے لوگو۔ میں بڑی حیران ہوں۔ خانصاحب تو بے ایمان ہیں
تم بہت ایماندار۔ بڑی چیز کا جامہ پہنے ہو۔ پھر تم کیوں ناک میں تیتے آتے ہو۔
جھوٹے روپیے کا میل کیا۔ اور تم بھی بے ایمان ہو گے تب تو آتے ہو۔
سنتے ہیں میر صاحب کفن پھاڑ کے بولے ہمیں جوتیاں مارنے آتے ہیں۔

بی بی۔ جوتیاں مارو اپنے سر والوں کو۔ تم رکھو اللہ کی آپ کے جد کا
کا نام ہے۔ نہیں تو ابھی سات پشت کو پن سے رہ جاتی۔

بر صاحب۔ کون تو او پانی ایک کرے سب طرح کی جان جوکھم اٹھائے
سرکار دربار کی آفت اپنے سر لے اور جب پیسے پلے پڑیں تو دو دو کے
کے گنتے حصہ بٹانے پر زنانے مرنے پر تلیا۔ نابابا بس نوکری پیاری کی
چولہے میں۔ کوئی کاہے کو مفت خدائی بیان بھلائی کرنے لگا۔

(اتنے میں خانصاحب بھی جوتا پہن کر کے ٹوپی اوڑھ ڈنڈا بکر سر پر دکھائی دے
لڑکا ہے)

۔۔۔ عورت ذات سے کیا بنتے ہو۔ ہمتے ہو تو ادھر آؤ۔ یہ کہکر خانصاحب
بھی پردے کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ اب جھگڑا سا ... ویسے ہی کے پاس ہو

فدل۔ خانصاحب زرا ٹھیرو۔ میں ابھی موڑھی کاٹ کر قاتل مقتول
کرکے رجوع کی

ذری بتانا تو سہی۔ یہ روپیہ کیسا۔ کوئی امانت آپ رکھوا گئے تھے۔
کوئی دادا جان کی کمائی رکھی تھی کوئی آپ کے قبضہ میں آخر مجھے معلوم
تو ہو اب بے ایمانی کا روپیہ جواب کہا ہیں۔

میر جانی بہت سچ کہو ہے ہمیں بھاری دو دو ٹیک سے کچہری والے
مقدمہ کی۔

بی بی: ان سلامتی ہے ایسے تمہارے منہ سے دودہ کی بو نہین گئی۔ دیکھیں صاحب کو آئے ہین۔ اسے اللہ کسو (حقارت کی ذات) جا بیجا کہنا از راہ کہنا) یہ تو تمہارا ہے یا تم حرامخورون کا چہا اگر دیکھا ہے تو جاؤ نالش کرو۔ نہین دیتے۔ سر کا۔ ورنہ بیگی تو سکھے تھے پانی مین دین گے۔

جاؤ جو تم بڑے بچھڑ ہو جا رسیون کے لئے جان دینے کو تیار ہو تو ہم بھی بڑے لیچڑ ہین۔ جاؤ ہم خوب الٹے تلٹے ڈالین گے اور تم کو لجا لجا کے ترسائین گے۔

مرزا: کیا ہم لوگون نے محنت نہین کی اور کیا یہ کوئی نئی بات ہے ہم لڑکی ہمیشہ حصہ رسد کا معاملہ چلا آیا۔ اور تب انہون نے خود کہا۔ خود اقرار کیا صلاح ہوئی۔ مشورے ہوئے۔ تب جا کر ہم اپنا حصہ حق حلال سمجھتے ہین خدا کی قدرت روپیہ کی فکر ہم کرین دنیا مین ہم نکاسی ہم کرین۔ ورنہ اصل مال خانصاحب نوش جان فرمائین۔

بی بی: بس بس بس مرزا صاحب منہ نہ کھلواؤ۔ ہوش کی دوا کرو غصہ مین نہ ڈالو۔ مجھے ڈر ہے کہین یہان سے جاتے جاتے اپنی خانم کو نہ بھول جانا۔ بس منے من گفتم پردہ فاش نکردم جانے دو میرے منہ نہ لگو۔ نہین تو پیاز کے سے چھلکے اور پرت کے پرت کھول دونگی۔ سب قلعی کھل جائیگی۔ بندی کچھ ننھی نہین۔ ابھی جو نئی والی پر آؤ تو اسے خوش زبان درازی۔ تو تو مین مین کا مزا چکھا دون۔ بی بندی بھی برسون برس محلات مین رہ چکی ہے۔ اپنے جوڑ توڑ پر پھولا ہے۔ ایسے وہ جوڑ مارون کر اولٹی آنتین گلے پڑین۔ یہ کسی کے گھر چڑھ کر مارنا کیا ہنسی ٹھٹھا ہے۔ اور مصاحبون کی محنت مشقت کو تو مین خوب جانتی ہون بھلا اور ہر مجھ سے نکلے آپ کا دعویٰ کیا ہے ابھی تو ایک فقرے

مین ہوئے تم سب دسترخوان کی کمیان کتون کیطرح جھاڑ کر پھینکے
جاتے ہو۔ جہان کیا ہے کہ ڈیوڑھی پر قدم بھی رکھنے پاؤ ابھی تو وہان
سے گردنی دے کے نکلوائے جاؤ۔

چمن گودی۔ تو لگانا۔ مین بھی سرکار مین جاتی ہون اور بڑی بیگم صاحب سے
سا احوال۔ روپیہ کا دوہرائی ہون۔ یہ بھی خدا کی قدرت جو خانصاحب
کہتے ہین روپیہ صرف نہین ہوا ہم اوس سرکار کا نمک کہاتے ہین۔
ہم سے یہ نمک حرامی نہوگی کہ اتنی بڑی رقم ہضم کر جائیں۔ جو ہمکو نیکیون
سے دہیک ملی ہے۔ وہی بس ہے۔ خدا اس مین برکت دیگا۔ تو کہتے ہین
کہ ہم نے محنت کی ہے۔ ہم لائے ہین۔ ہم نہ پہیرینگے۔

خانصاحب۔ خیر ان باتون سے کیا واسطے جو بات کرو سوچ سمجھ کر
کرو مجھکو تو غصہ اسپر آیا کہ بیگڑی جتاتے ہین۔
نہین خیر تھوڑا بہت ہمکو بھی ملجاتا۔

بی بی۔ میثو خانصاحب۔ تو جو ہونا تھا ہو لیا۔ اب کیسا روپیہ کیسا
پیر اور خانصاحب سے واسطے ہی کیا۔ روپیہ میان میرے پاس بہت ہے
جسے خرچ کر ڈالا۔ کیون کسی کو دینے لگے۔ مین جوتی کی نوک پر مارتی ہون مین
نے مجھ سے بڑون کی آنکھین دیکھی ہین۔

مرزا۔ واللہ خانصاحب کا خاطر کرتا ہون۔

بی بی۔ لو۔ آؤ گہس آؤ۔ یکم یہ بات ظلم کی دنیا ہے۔ تو تمکو بائین ہاتھ
کا کھانا حرام ہے جو لونڈا کرے۔ لو صاحب خانصاحب کی تو موت کے
پیاسے اور پیرا دہین کا لحاظ مین حکو سمجھ کر ڈالی ہون۔ بعض لسان ا
لسلطان ناصر السلطان سے تو سوال جواب مین رکھ نہین۔ تو دشمن
مذہبی کے مصاحب۔

مرزا۔ جی بات بادشاہ کی نام لیوا آپ ہی تو والی ہین۔ سے اب جو بیسلط

کرو۔ تو نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔

بی بی۔ اب ڈر کاہے کا۔ اب تو بگڑ ہی گئی۔ جاؤ۔ جاؤ جو چاہو کرو جو
کرو تو تمہارا حشر شمر کے ساتھ ہو۔

مرزا۔ بے ایمانوں کا۔

بی بی۔ چلو چلو۔ پھر آنا۔ اس وقت ہاتھ خالی نہیں (اتنے میں محلے کے
دو چار بھلے آدمی آ جمع ہوئے اور سب مرزا وغیرہ کو قایل کرنے)

ایک۔ کیوں صاحب۔ یہ بات کیا ہوئی۔

مرزا۔ صاحب آپ کو اس سے کیا کام۔

دوسرا۔ کچھ روپے پیسے کا معاملہ ہے۔

تیسرا۔ صاحب شرفا کے یہ کام نہیں۔

چوتھا۔ ماموں آپ کو بہتر نہیں کہ کسی کے گھر پر یوں ہنگامہ برپا کریں۔

میر جانی (جب دیکھا اب لوگ جمع ہوگئے اور بھید کھلے پڑتے) لے
مرزا صاحب چلئے۔ بس اب زیادہ قیل و قال مناسب نہیں۔
(راستے میں سائیس نے بھی تقاضا کیا اور مرزا وغیرہ چلے)

بی بی۔ اجی ہیں۔ اسے لو روٹھے جاتے ہیں۔ اجی مرزا صاحب خفا
ہوئے۔

مرزا صاحب۔ چلتے چلتے ارے بس بھر پایا۔ دیکھو ہر گھر میں کہرام مچیگا۔

بی بی (ننگے پاؤں گلی تک آکر) اونہہ چل بے۔ اچھا تمہارے جاتے ہیں کہرام کہرام
کہرام تیرے گھر میں ہوگا۔ جو مکری پیدایش ہے۔

میر صاحب۔ مرزا صاحب جانے دیجئے۔ اس منہ پھٹ عورت کے
منہ نہ لگئے۔

بی بی۔ آپ کی اماں جان عورت تھوڑی تھیں۔ وہ تو مردوا تھیں۔
(مرزا صاحب وغیرہ روانہ ہوئے)

آٹھواں حصہ

(نواب کا مکان)

میر سعید باشندہ کلکتہ۔ آداب بجا لاتا ہوں۔

ن۔ آؤ میر صاحب۔ آج کدھر بھول پڑے۔ ایک سوبن کو آپ کو وہیں شیشہ بند [illegible] دیکھا تھا۔ یا اب نظر سے۔ سال ہونے کو آیا۔

میر سعید۔ کیا عرض کروں شومئ بخت [illegible] ایسا زمانے کی گردش میں [illegible] رہتا ہوا [illegible] نوبت [illegible]

ن۔ کہیے [illegible] بتا

میر سعید۔ [illegible] خیریت سے۔ [illegible] وقت ایک ضروری عرض خیر خواہانہ گذارش کرنے [illegible] ہوں [illegible]

ن۔ [illegible] بات ہے۔

میر سعید۔ تخلیے میں عرض کرنے کے لائق ہے۔

ن۔ [illegible] آہستہ کہو [illegible] مضائقہ ہے۔

میر سعید۔ [illegible] تحقیق معلوم ہوا ہے کہ رنا صاحب و مرزا و میر و غیرہ نے [illegible] مقدمہ میں بڑا جھگڑا ہے اور بہت کچھ مال بانا ہے۔ [illegible] بخوبی وہاں [illegible] اور نہ جا سکتا تھا اور [illegible] اقرار دیا۔ [illegible] منظور کیا ہوگا وہ نور اللہ کی [illegible] صاحب [illegible] لگا دیا گیا وہ مال جس سے [illegible] اور [illegible] کے حصے [illegible] میں بھگو [illegible] کل رنا صاحب کے مکان پر ان لوگوں کے [illegible] خوب جوتی چلی [illegible] اور [illegible] رنا صاحب [illegible] کو بھی میر صاحب وغیرہ نے [illegible] کہا

نواب۔ [illegible] اللہ میرے تو ہوش اڑ گئے۔ الٰہی العفو۔ یہ کیا [illegible]

فیلسوفی اور یہ دغابازی اور یہ چوری اوف اوہ۔ اب دنیا میں رہنا مشکل ہے
قیامت قریب ہے۔ جب ایسے قدیم ملازموں کی یہ کیفیت ہو تو غیر سے کیا امید
ہے۔ ابھی یہ معاملہ تو تشخیص چھپا تھا۔ پھر یہاں کوئی شخص کیونکر نہیں گیا۔ مگر ان
خانصاحب سے مجھے بھی شک ہے اور وہ شخص ہے جو گوشیہ۔ گو بعنایت
ایزدی ہمارے مصاحبین تو بڑے جان نثار اور فرشتہ خصلت ہیں۔ ان کی
نسبت تو کوئی قرآن کا جامہ بھی پہن کر گزرے گا تو مجھے یقین نہ آئے گا۔ مگر
کچھ تغلب و تصرف مختار کی طرف سے ہو سکتا ہے مگر لوگ بھی عداوت سے
بات کا بتنگڑ بنا دیتے ہیں۔

میر سعید۔ خیر مجھے حضور سے کیا غرض ہے بر رسولان بلاغ باشد بس جو کچھ
سنا خیر خواہانہ عرض کر دیا۔ اب حضور جانیں۔ حضور کا معاملہ ہے
ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند۔

ن۔ خیر میں سمجھ لوں گا۔ یہ بات میرے خیال میں رہیگی۔

میر سعید۔ فدوی مرخص ہوتا ہے۔

ن۔ جانے والے تو پی لو

میر صاحب۔ اے میں تو قدیم سے مشکور رہوں۔ نوکری کا وقت قریب ہے۔
اور وہ انگریز جس کا میں نوکر ہوں بڑا بد مزاج ہے۔

ن۔ اچھا بھائی جاؤ۔ خدا حافظ۔

میر سعید۔ کورنش عرض کرتا ہوں۔

(ادھر میر سعید گئے ادھر بادشاہ مرزا صاحب داخل ہوئے)

مرزا صاحب۔ کورنش بجا لاتا ہوں۔

ن۔ کہو مرزا کہاں تھے۔ وہ مدت کے بعد میر سعید آئے تھے
ملاقات ہوئی!

م۔ نہیں حضور وہ کہاں تھیں فدوی دیوانخانے میں بیٹھا تھا۔

کچھ حساب ذہروۂ پانچی سے مقابلہ کرتا تھا۔

ن۔ میر سید تو چلے ہی گئے۔ انکو کوئی ضروری کام تھا۔ اس لئے وہ زیادہ نہیں ٹھہرے۔ ہاں میر صاحب کہاں ہیں!

م۔ بڑی حسرت ہے کہ میر سید صاحب سے ملاقات نہوئی۔

مرزا۔ دونوں میر صاحب اما باڑے میں شیشہ آلات صاف کروارہے ہیں۔

ن۔ ہاں۔ م۔ حضور ہاں۔

مرزا۔ آج فدوی کے ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے ہیں اور سر کو چکر ہے عقل دنگ ہے ہوش بجا نہیں۔

ن۔ آخر ماجرا کیا ہے۔

مرزا۔ حضور دنیا غارت ہوا چاہتی۔ اس قصے میں چار ہزار روپے خانصاحب چاٹ گئے اور ہم لوگوں کی آنکھ میں دھول ڈال کر طرح سے صاف نکال لے گئے۔ اس کا حال کل شام کو فدوی پر کھلا۔ نمک خوردن نمکدان شکستن۔ اسکی مصداق ایسے ہی لوگ ہیں۔ معاذ اللہ یہ تو ڈاکا ہے

ن۔ میرے کانوں تک بھی اسکی بھنک پہنچی تھی تھے سنا ہو جب ہوا اچھا مفصل حال تو کہو۔ وہ چار ہزار آخر ہوئے کیا!

مرزا۔ حضور میں نے دو ہزار تو سرکو ہی دار لشا قرض دیا گیا۔ دو ہزار باقی خانصاحب غبن کر گئے۔ ایک جج کچہری میں ضیق کیا۔ بس یا دس ہزار سے کچھ وکیلوں کو دے دلا کر فیصلہ کر دیا۔

ن۔ آخر اس کا ثبوت کیا ہے کہ ایسا ہوا۔

م۔ ڈاکٹر صاحب خود موجود ہے۔ میں حضور میں حاضر کئے دیتا ہوں۔ مجال ہے کہ حضور کے سامنے جھوٹ بول سکے۔

ن۔ اچھا بلواؤ۔

م - بہت خوب - خوسی میر صاحب کو امام باڑے سے بلا لے -
(میر صاحب آئے
مرزا - آپ جائے اور فوراً گو . داس کو بلا لائے (ایک پر مضمون
چشمک کے ساتھ)
میر صاحب - ابھی اسکو بلا کے لاتا ہون -
ن - روپیہ تو میر صاحب لیکر کچہری گئے تھے اور مہاجن کے یہان بھی
انہون نے چیزین رہن رکھوائین تھین -
مرزا - ایحضور غضب کا آدمی یہ پٹھان ہے - اس نے غریب معصوم میر کو
بھی دہوکا دیا - اس کا حال تو اوسکے مقابلے مین کھلجائے گا -
(مہاجن کی دوکان) میر صاحب - کہو جی گو . داس کیسے ہو -
گ - کہئے اس دہوپ مین کدھر سے؟
میر صاحب - دربار سے -
گ - کیون؟
میر صاحب - تم کو بلانے آئے ہین - سرکار مین طلبی ہے -
گ - کیون ؟
میر صاحب - خانصاحب کی بے ایمانی کا حال ہم لوگون کے ساتھ
سنا ہی ہوگا بس آج ہے - اون کو دربار سے نکلواتے ہین اور تمہارے اور ہم
لوگون سے کاروبار رہے گا (آہستہ سے) اب سابق سے بھی زیادہ ہم لوگ
دبین گے - مگر آج تمہاری ہی شہادت پر اوس بدذات کا اخراج موقوف ہے
گ - اوس نے تو مجھے بھی ایک چکمہ دیا - بڑا ہی بے مروت فیلسوف ہے
خوب ہو جو یہ بدذات سرکار سے نکالا جائے -
میر صاحب - چلو بس چلو دیر نہو - فوراً چلو - سرکار منتظر ہین - دو چار
فقرے سے زیادہ نہین - اون کا کام مرزا صاحب تمام کر چکے ہین - مگر مقابلے

وقت وہ حرامزادہ ضرور بھیجے اور سارے مہاجنون کو اپنے ساتھ لے
مرے گا مگر ہمارے پاس اوس کا بھی مارگ ہے ۔

م ۔ خیر چلو ۔

مرزا صاحب ۔ یہ لیجیے میر صاحب آئے کہیے مہاجن کہان ہے !

میر صاحب ۔ وہ (زرا انگلی سے بتاکر) چلا آتا ہے ۔

ن ۔ اچھا اوس کو اوس کمرے مین لیچلو ۔ مین وہان آتا ہون ۔

مرزا صاحب ۔ بہت خوب ۔

ن ۔ کہو جی گوبرداس یہ کیا ماجرا ہے ؟

گ ۔ حضور تابعدار کیا عرض کرے ۔ خود تابعدار کا پانسو روپیہ خانصاحب
نے مار لیا ۔ اور سود وغیرہ بھی غائب ۔

ن ۔ خیر وہ تو علیحدہ بات ہے ۔ اب یہ تو بتاؤ تم سے چار ہزار روپیہ میرصاحب
نے چیز گروی رکھکر لیا تھا اور کچہری مین وہ رقم دے گئے تھے ۔

گ ۔ ایکنفر نہین یہ صاحب تو چیز میرے یہان رکھکر چلے گئے
کیونکہ خانصاحب نے اون سے کہدیا تھا ۔ اور کیا ہوا تھا
سو معلوم نہین ۔

ن ۔ ہان تو پھر کس نے روپیہ لیا اور کب لیا ۔

گ ۔ خانصاحب نے روپیے کچھ پہلے ہی کمانے مین جمع
کر دیا اوس کی کیفیت اوسکو معلوم نہین ہے اور اوسکو روپیے سے
اور [illegible] اور صرف سرکار مین میرصاحب حسب الحکم خانصاحب دے گئے
اور [illegible] دونون پہلو خانصاحب لے گئے

ن ۔ (زانو پر ہاتھ پٹککر) اوہو ۔ اوہو یہ دغابازی ۔ اچھا تم جاؤ تمہاری
سچی باتون سے مین بہت خوش ہوا ۔ اچھا رخصت ۔

(نواب صاحب ۔ خانصاحب جو کہ ان کو ن ہے ۔ فوراً ایک پیادہ جائے اور

اوس حجام کو بلالائے۔

مرزا بہت خوب۔ منوی کسی پیادے کو کہدے کہ بہت جلد دوڑ کر خانصاحب کو بلالائے۔

ن۔ واقعی مرزا تنےکمال کیا ہے۔کیسی دغابازی کا پتہ لگایا ہے۔ بخدا تمنے مسٹر یونان کے بھی کان کاٹے اگر یہ مردود دو چار برس میرے دربار مین بیٹھتا تو مجکو برباد کر دیتا۔

(میر جانی اور میر صاحب) ہمین شک کیا۔ معاذ اللہ۔ یہ تو حضور ڈاکو ہے بلا ہے شیطان ہے۔ آدمی کا ہے کو ہے۔

مرزا۔ حضور اسپر نجابت دغابازی وتغلب وتصرف کا مقدمہ فوجداری کے چلنے مین چلسکتا ہے اور یہ سزا پانے کے قابل ہے۔

میر صاحب۔ پیرومرشد ایسے ہی لوگ تو کالے پانی بھیجے جاتے ہین۔

میر جانی۔ ریاست اوودھ کو کن حضرات نے خراب کیا وہ ایسے ہی ذات شریف تو تھے۔

ن۔ نہین بھئی مین فوجداری سے بہت ڈرتا ہون۔ بھلا کوئی شریف فوجداری مین معاملہ کرسکتا ہے۔ خدانخواستہ جو انگریز کے سامنے میری طلبی ہوجائے تو صاف وہ چہرا نے گئے تھے نمانگ پڑی کا مضمون صادق آئے۔ بس صرف اوس مردود کو نکالدینا چاہیے۔

مرزا۔ یہ تو فرض ہے۔ ہمین ایک دم کی تاخیر غضب ہے۔ اسکا رکھنا اور مار آستین کا رکھنا برابر ہے۔

(تھوڑی دیر کے بعد خانصاحب داخل ہوئے)

خانصاحب۔ آداب بجالاتا ہون (رحیم ورنمتا ہ) اوس آدمی نے کہا اسیوقت فوراً چلو بڑا ضروری کام ہے حضور خیریت ہے۔

ن۔ خیریت! آپ سے کور نمک جسکا مین ہون وہان خیریت کہان۔

خ۔ خداوند نعمت ہون تو آپ مالک ہین جو چاہے فرمایئے۔ مگر کوئی گور،
کمی بفضل خدا آج تک ظاہر نہین ہوئی۔

ن۔ بس خانصاحب منہ کھلوایئے۔ واللہ باللہ انسانیت کرتا ہون۔
غضب خدا کا کس طرح سے چار ہزار کا اسباب لیا اور کس حکمت سے رہن رکھکر وہ
چارون ہزار چکہ گئے۔ خدا غارت کرے تجسے نمک حرامون کو۔ نکلو میرے گھر سے
دیکھنا خانصاحب (زور گردن ہلاکر) اگر سادات بنی فاطمہ ہون تو ان چار ہزار
کے عوض تمہارے جسم پر ایسے ہی چار ہزار سفید داغ ہون گے۔ یہ میرا حلق
پھوٹ پھوٹ کر نکلے گا۔ خدا کی لاٹھی مین آواز نہین ہوتی ایسی پڑیگی تم پر کہ مرتے
وقت سور کا منہ ہوگا۔

خ۔ بجا ارشاد ہوتا ہے۔ مگر حضور کے ہرکارون نے کوئی ثبوت نہ بتایا۔
یون ہی رپٹ بولدی۔

ن۔ خانصاحب۔ خانصاحب ہوش کی دوا کیجے۔ خودی سے باہر نہ ہوجیے
او بے ایمان۔ دغاباز چوری اور سینہ زوری۔ روپیہ کا روپیہ غائب ہوا اور
اوپر سے ثبوت۔ تیا پانچا کوڑا پاس۔ ادمی کو خدا بہلا کرے سارا حال آیا تا
کہہ گیا ہے۔ مرزا (مرزا کی طرف پھر کر) تم بھی تو اوس وقت موجود تھے اور
اصل مین انہین نے تو سب چھاونی کا سراغ لگایا ہے۔

مرزا۔ حضور غلام کیا ہے۔ سب حضور کا اقبال ہے۔ ہان ہان جو مین نے
اوپری اوپری سنی عرض کر دی (خانصاحب کی طرف مخاطب ہوکر)
خانصاحب واللہ کی بہرے قربان۔ آپ ایسے دانا ہوکر کس بات پر بحث
ہوتے ہین۔ عقلمند کو اشارہ کافی۔ یہ ثبوت کا وقت ہے یا عذر خواہی کا
ماننا [illegible] ہے اس بحث پر۔ خانصاحب بہلا آدمی کو زد [illegible]
میر صاحب۔ خدا کی پناہ کس غضب کے لوگ ہین۔ گالا ابھی [illegible]
اور آنکھیں بھی دکھاتے ہین۔ سر پہ چڑھا لیا تھا دیکھتے ڈرتے ہین۔

میر جانی - اللہ ری ہمت - اُف - یہ جرأت ہم ہوتے تو ایسے موقع پر معافی چاہتے - قدم پر گرتے - اور بچوں کے صدقے میں تقصیر کی معافی کرواتے -

معاذ اللہ - خانصاحب سے ڈرو تو - قدموں پر ٹوپی رکھو - رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے واکو حاضر ہو -

ان - یہ تو بجدذات ہی کی ہے - ورنہ وہ تو بڑی خیریت گذری کہ چار ہی ہزار پر گذری - خیریت کی ہنڈی لگی کہ سستے کی ذات چھالی -

اگر آپ کا قدم یہاں کچھ دنوں اور رہتا تو بڑے عذاب میں پھنسا رہا ہوتا -

شکر ہے خدا کا کہ سستے چھوٹے - واللہ غضب ہو جاتا - جو کسی بڑے معاملے میں پھنسا رہا ہوتا - ارے یہ تو وہ موذی ہے کہ کھڑے کھڑے بازار میں بیچ لے اور خبر نہ ہو -

مرزا - اے حضور - خدا کرے - خدا کرے - شیطان کے کان بہرے -

مجال ہے یہ حضور کے غلام کس دن کیو کسے ہیں - بھلا اون کے اوسے کب ایسوں ایسوں کی دال گلتی ہے -

خ - ہاں خیر - تم ہو ہمچو نمک حرام - دغا باز - بدذات سب کچھ سمجھ گئے مگر جناب یہ صاحب بھی تو اسباب میں مکنے گئے تھے اور کچہری کون پہنچ گیا تھا اور پھر دو ہزار روپیہ کون قرض لایا - اور یہ تو اور ہی بات ہے جس کے لئے آج مجھ پہ یہ شعلہ اٹھایا گیا ہے -

میر صاحب - مرزا صاحب ذرا دیکھنا - یہ دغا باز کیا اول فول بک کر سرکار کو شک دلایا چاہتا ہے - ارے تو نے تو میری آنکھوں میں دھول ڈالی تو نے جو کچھ کہا میں سیدھا مسلمان - میں نے یقین کر لیا - اور اوسی کے مطابق کہہ دیا اور مجھے اس سے انکار کب ہے -

خ - سنے تو خود ہیں یہ کہ کر دو پیہ لیا تھا - خوہسا سے حلال سے واقف تھے

م۔ دروغ گوئم برروئے تو۔ تو نے مجھسے یہ کہدیا کہ کچہری کا وقت قریب آگیا ہے اور روپیے سرکار سے آنے میں دیر ہوگی۔ مین مہاجن سے اپنی ضمانت پر چار ہزار روپیے لئے جاتا ہون اور چلکر وکیلون کو دیتا ہون۔ تم روپیہ لاکر مہاجن کے ہان اوسکے عوض امانت رکھدینا۔ مین نے روپیہ کے عوض اسباب امانت رکھدیا بلکہ تیرے کہنے کے مطابق تیرے اعتماد کے لئے سرکار سے یہ بھی کہدیا تھا کہ مین خود روپیے لیکر کچہری گیا تھا اور میرے سامنے تقسیم ہوگیا۔

اور یہ بھی مین نے تیری منت وسماجت سے کہا تھا ورنہ مجھے کیا غرض تھی۔

خ۔ خیر ایک روز حاکم حقیقی کے روبرو بھی تجویز ہوگی۔ یہان تو تم لوگ بیشک معاملہ جیت جاؤ گے۔ اور دو ہزار کے کیس روپئے سے قرض لاکر سرکار مین دے تھے۔

م۔ مین کیا جانون کون روپیہ۔ تمنے خط مہاجن کو لکھدیا۔ مین گیا۔ اوس نے روپیہ دیا۔ مین لے آیا۔ مین سمجھا مہاجن کی دوکان سے سرکار مین قرض آیا۔

مرزا صاحب (نواب کی طرف مخاطب ہوکر) حضور دیکھتے ہین۔ میرے ہوتے بھی اپنے ساتھ ایک آدہ کو لئے مرتا ہے۔ بھئی واللہ بلا کا آدمی ہے۔

میر جانی۔ کمبخت آدمی ہے۔ دیو ہے۔ بھوت ہے۔ شیطان ہے۔ آپ (معصوم میر کو) کیسا دہوکا اس نے دیا۔

ن۔ واقعی دیکھتے ہو اب یہ خود مجرم ٹھہر چکا ہے۔ اب اس پر کوشش ہو کہ میرے کچھ جان نثار مصاحبون سے بھی ایک آدہ کو میری سرکار سے نکلوائے یہ بڑا ہی موذی اعاصی ہے۔

خ - حضور ہان - فنی بھی فدوی ہے - موذی بھی فدوی ہے - چور سگ گرو سب تو سرخرو ہیں - اور ہمارا غریب مفت میں بدنام بے روزگار اور ذلیل ہو - انھیں بے انصافیون سے اللہ بھی ناراض ہو جاتا ہے - اصل حال تو حضور پر کھلا ہی نہین کہ کیون مجھ پہ تہمت لگائی گئی اور کیون طوفان اوٹھایا واہ واہ - دیکھا انصاف اور نازک دماغی - ایسی ہی باتین ہندوستانی سرکار دون کی یادگار ہین -

ن - وہ کیا - خیر وہ بھی بیان کر دے - معلوم ہوتا ہے پھر کوئی فقرہ فی البدیہہ اس نے سوچا ہے -

مرزا صاحب - حضور ہان بڑا ہی چوگوشیہ پٹھان ہے -

خ - حضور ان لوگون نے مجھ سے اوس رسوم کا حصہ مانگا تھا کہ جو ہمار کو وکیل دیتا ہے - اس پر مین نے انکار کیا - ان لوگون نے میرے گھر پر جا کر مجھ سے گالم گلوچ کی اور بڑا فساد برپا کیا - جب بالکل یہ لوگ مایوس ہو گئے - تب یہ جوڑ مارا ہے - خدا ان سے سمجھے -

ن - ہان - ہان - اور بھی مجھ سے کبھی مانگا تھا یا اس مقدمے مین مانگنے گئے تھے جا دور ہو میرے سامنے سے - شاباش دم مین رعشہ منہ سے کف جاری - اور گاؤ پر ہاتھ مار کر) نالایق پاجی - سور - گدھا بے ایمان کل بھی کل نکلتا نہین - اسے کوئی اسکی گردن مین ہاتھ دے کر نکالتا نہین - او منحوس - کترا نعشا باج میر صاحب دربان سے کہدیجئے آج سے یہ کوچک اس ڈیوڑھی پر نہ آنے پائے - دیوانجی سے کہئے ابھی ابھی اس کا نام خارج کر دین - آج تک کا حساب کر کے اس کے حوالے کرین - مجھے ایکدم اس مردود کی صورت دیکھنا منظور نہین - واللہ - باللہ اسکی صورت دیکھکر آنکھون مین خون اتر آتا ہے انگریزی ہے - خون کے گھونٹ پیکر رہ جاتا ہوں ورنہ ابھی ہاتھی کے پانون مین بندھوا دیا ہوتا -

مرزا - ایسے بھلے آدمی کو اسقدر چشم نمائی کیسے کی سواری ہے۔ اگر انسانیت ہے تو آیندہ ایسی حرکت کسی سرکار میں نہ کرینگے۔ حضور تو معاف فرمائے دیتے ہیں۔ دوسری جگہ بھی نا دہی کا حکم ہو جائے گا۔

میر صاحب۔ اللہ ری خاوندی۔ سبحان اللہ ایسے خاوند بھی کہیں ہوتے ہیں۔ یہ دغابازی او سافرازی مجرم کر ابھی سات برس کی قید کی سزا پائے اوس پر حکم ہو کر تنخواہ بھی دیجائے۔

مرزا صاحب۔ خدا نے سرکار کو کان مروت بنایا ہے اگر ایسا نہ ہو تو غریبوں کی پرورش کیونکر ہو۔

میر جانی۔ آفرین ہے اس ضبط و تحمل پر۔

نتیجہ نقل یہ ہے کہ خانصاحب ہی بے ایمانی۔ خود غرضی۔ ہر ایک کے ساتھ چالاکی کرنے سے ذلیل و خوار بدنام ہو کر نکالے گئے۔

نوابصاحب نے اپنی حماقت سے بلا دیانت اصل حال خانکو بھی نکالا۔

تمام شد

اشتہار

ہر خاص و عام کو واضح ہو کر ہمارے مطبع ہاکنس پرنٹنگ پریس جوہری بازار آگرہ میں ہر قسم کا کام چھپائی لکھائی اردو ہندی و انگریزی نہایت خوشخط اور بہت نفاست کے ساتھ ہوتا ہے و نیز ہر قسم کی کتابیں سنسکرت فارسی عربی۔ ہندی۔ انگریزی۔ و ہر قسم کے ناول ہر ملک موجود ہیں جو بہت نفاست کے ساتھ فروخت ہوتی ہیں۔

المشتہر

خاکساران - ولر کیپاسل و ہاکنس تاجران کتب جوہری بازار آگرہ

[illegible]

مختصر فہرست کتب خانہ تجارتی بالکشن پریس شہر آگرہ

اسرار حقیقت۔ یعنی پولیٹنا مردہ۔ ایک عجیب فسانہ جسکا ہر ایک لفظ مافوق کی جان بلکہ روح رواں اور مشتاقان جلوہ فروش کا ایمان ہے جسمیں اور قصہ میں غضب کی جادو بیانی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے کہ بغیر ختم کئے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا قیمت کچھ نہیں صرف ۸/

جوانی دیوانی یا جوش و خروش ناول بالکل نیا [illegible] مضامین [illegible] کا خوشنما [illegible] ہے [illegible] جلد طلب کیجئے قیمت ۱/

[illegible] ناول [illegible] شریف شخص کی ذات و خواری [illegible] زندگی کا [illegible] صرف ۱/

یوسف و نجمہ۔ مصنفہ عبد الحلیم صاحب شرر۔ حسن و عشق کے [illegible] کی [illegible] قیمت بھی کچھ نہیں صرف ۱۰/

نئی نویلی۔ ایک [illegible] نہایت ظریفانہ اور نصیحت آمیز [illegible] زبان میں خوب ہے قیمت صرف ۸/

المشتہر

مرزا کنہیا لال بالکشن داس تاجران کتب ہری [illegible] آگرہ